اربعین فی تربیة البنات والبنین

بچوں کی تربیت سے متعلق

چالیس احادیث

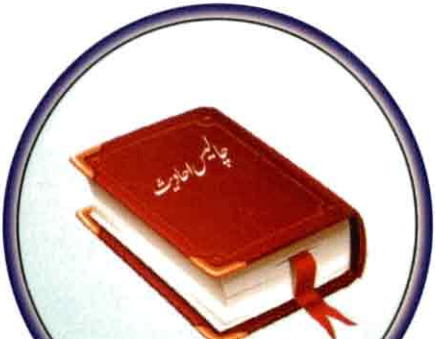

ترتیب، ترجمہ وتشریح

شیخ اسعد اعظمی

استاذ جامعہ سلفیہ بنارس

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

اربعین فی تربیۃ البنات والبنین

بچوں کی تربیت سے متعلق
چالیس احادیث

ترتیب، ترجمہ وتشریح

شیخ اسعد اعظمی

استاذ جامعہ سلفیہ بنارس

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی
MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email: faheembooks@gmail.com
WWW.faheembooks.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : بچوں کی تربیت سے متعلق چالیس احادیث
ترتیب، ترجمہ وتشریح : شیخ اسعد اعظمی
طابع وناشر : مکتبۃ الفہیم مئوناتھ بھنجن یوپی
تعداد اشاعت : ایک ہزار ایک سو
سال اشاعت : مئی ۲۰۱۲ء
صفحات : 80
قیمت :

باہتمام

شفیق الرحمٰن، عزیز الرحمٰن

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email: faheembooks@gmail.com
WWW.faheembooks.com

فہرست

حدیث نمبر	موضوع	صفحہ نمبر
☆	مقدمہ	7
1	نیک بیوی کا انتخاب (۱)	11
2	نیک بیوی کا انتخاب (۲)	12
3	نیک بیوی کے کچھ اور اوصاف	14
4	جماع کے وقت کی دعا اور تربیت	15
5	بچے کے لیے جینے کا حق	17
6	کھجور چبا کر منہ میں ڈالنا	18
7	نومولود کا عقیقہ	20
8	نومولود کا سر منڈوانا	21
9	بچوں کے اچھے نام	23
10	ختنہ	24
11	تربیت میں والدین کا کردار	26
12	بچوں کی تربیت میں ماں کا کردار	27
13	ماتحتوں کے بارے میں سوال ہوگا	28

14	بچوں پر خرچ کی فضیلت	30
15	اچھی تربیت کا فائدہ بعد از موت بھی	31
16	بچیوں کو جینے کا حق	33
17	بچیوں کی تربیت	34
18	یتیم بچوں کی کفالت و تربیت	35
19	اللہ اور تقدیر پر پختہ ایمان کی تربیت	37
20	آداب بول و براز کی تربیت	38
21	نماز کی تربیت	40
22	روزہ کی تربیت	41
23	کھانے پینے کے آداب کی تربیت	43
24	حرام سے اجتناب کی تربیت	44
25	خلاف شرع قول وفعل پر تنبیہ	45
26	آؤ یہ لو!	47
27	جھوٹ سے اجتناب کی تربیت	48
28	گالی گلوچ سے اجتناب کی تربیت	50
29	بچوں سے سلام	51
30	بچوں کے درمیان انصاف	52
31	بچوں پر شفقت	54

32	بچوں پر شفقت کا نبوی نمونہ	55
33	بچوں کے ساتھ لطافت	57
34	بچوں کی نفسیات کا خیال	58
35	بچوں سے مؤاخذہ میں نرمی	59
36	بچوں کی تربیت میں ساتھیوں کا اثر	61
37	بچوں کو بددعا مت دیجیے	62
38	آفات وبلیات سے حفاظت	64
39	جن وشیاطین سے بچوں کی حفاظت	65
40	بچوں کی وفات پر صبر اور اس کا اجر	66

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمۃ

خاندان، معاشرہ اور قوم یہ سب افراد ہی کے چھوٹے بڑے مجموعے کے نام ہیں۔ اچھے افراد پر مشتمل خاندان، معاشرہ اور قوم کو اچھا کہا جاتا ہے اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہے تو اسی کے مطابق دوسرا حکم لگایا جاتا ہے۔ کسی عمارت کی پختگی کا دارومدار اس میں لگے اجزاء اور اینٹوں کی پختگی پر ہے، پھسپھسی اور کچی اینٹوں سے تعمیر کی گئی عمارت پختہ اور دیرپا نہیں ہوسکتی بلکہ ہر آن اس کے زمیں بوس ہوجانے کا خطرہ لاحق رہتا ہے۔

عہد اول کے اسلامی معاشرہ کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے اور دین و دنیا میں اس کی کامیابی اور عروج وترقی کے اسباب کا جائزہ لیا جائے تو سب سے اہم چیز جو سامنے آتی ہے وہ یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ سالہ مکی دور نبوت میں افراد سازی پر بھرپور توجہ فرمائی، اور دامن اسلام میں پناہ لینے والے تمام اشخاص کی خوب خوب تربیت کی اور انہیں معنوی طور پر اس طرح مضبوط کردیا کہ بڑی سے بڑی طاقت یا لالچ ان کو ہلا نہ سکتی تھی، تربیت اور افراد سازی کا عمل مدنی دور میں بھی منظم طور پر جاری رہا۔

بعد کے دور میں جیسے جیسے افراد سازی کا عمل سست پڑتا گیا امت کمزور سے کمزور تر ہوتی گئی۔ افراد تو بڑھتے گئے، تعداد دوگنی سے چوگنی اور مزید تر ہوتی گئی مگر اکثریت اندر سے کھوکھلی اور معنوی اعتبار سے صفر رہتی، حتی کہ ایک بڑی تعداد اسلام

کے مبادیات اور موٹے موٹے آداب واطوار سے بھی بے بہرہ ہوتی ہے۔ آج کسی بھی مسلم سوسائٹی کے افراد پر نظر ڈالیں اور ان کے اسلامی تشخص کو ٹٹولیں تو یہی نتیجہ سامنے آئے گا کہ چند ایک کو چھوڑ کر بقیہ لوگ توحید اور نماز روزہ تک کی عام بنیادی معلومات سے بیگانہ ہیں، اور اگر کہیں کچھ دین داری اور مذہب پسندی پائی بھی گئی تو اسلام کے صحیح اصولوں پر ان کا دار و مدار نہ ہو کر رسم و رواج اور اوہام وخرافات پر ہوگا۔ **إلا من رحم الله۔**

اس افسوسناک صورت حال کی تبدیلی کے لیے جو بھی کوشش کی جائے اس میں کم از کم دو باتوں کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ پہلی یہ کہ دین کی صحیح اور ثابت شدہ تعلیمات کے ذریعہ ہی اصلاح کی کوشش کی ہو، دوسری یہ کہ اس اصلاح کی شروعات گھر اور خاندان سے ہو اور دھیرے دھیرے اس کا دائرہ وسیع کیا جائے۔ والدین اور سرپرست اگر اپنے بچوں اور ماتحتوں کی کردار سازی اور تربیت کی ذمہ داری صحیح طور سے پوری کریں اور کتاب وسنت کے بتائے ہوئے اصولوں سے اس راہ میں روشنی حاصل کریں تو یقیناً معاشرے میں خوش آئند تبدیلی ہوگی۔

زیر نظر رسالہ مصلح اعظم، داعی برحق جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کردہ اصولوں اور رہنمائیوں پر مشتمل ہے۔ احادیث مبارکہ کے ذخیرے سے ایسی چالیس حدیثوں کا اس میں انتخاب کیا گیا ہے جن میں بچوں کی تعلیم وتربیت سے متعلق آپ کے ارشادات، معمولات اور ہدایات موجود ہیں۔ اس مجموعے میں:

- سب سے پہلے حدیث کا عربی متن باحوالہ درج کیا گیا ہے۔
- پھر حدیث کا آسان ترجمہ کیا گیا ہے۔
- بعد ازاں مختصر اور عام فہم تشریح کی گئی ہے۔

خصوصیات:

۱- اس مجموعے میں صرف ان ہی احادیث کو جمع کیا گیا ہے جن کا براہ راست بچوں کی تربیت سے تعلق ہو۔

۲- ضعیف اور متکلم فیہ حدیثوں کے انتخاب سے اجتناب کرتے ہوئے صرف صحیح یا حسن حدیثیں درج کی گئی ہیں۔

۳- حدیث کا عربی متن درج کرکے حوالے ذکر کرنے کے بعد غیر صحیحین کی حدیثوں پر حکم بھی نقل کیا گیا ہے۔

۴- حدیث پر اعراب لگانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

۵- حتی الامکان ایک موضوع پر ایک حدیث کے ذکر پر اکتفا کیا گیا ہے تاکہ تربیت کے زیادہ سے زیادہ گوشوں پر یہ رسالہ محیط ہو۔

۶- ترجمہ وتشریح میں اختصار اور سادگی کو ملحوظ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ سب کے لیے مفید اور عام فہم ہو۔

رسالہ ہذا سے استفادہ کے مواقع:

والدین اور سرپرست حضرات اپنے زیر تربیت افراد کی رہنمائی اور کردار سازی میں احادیث نبویہ کے اس مجموعے سے استفادہ کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

اس کے علاوہ اس رسالہ سے استفادہ کے اور بھی مواقع ہیں۔ مثلاً:

☆ مدارس وجامعات کے طلبہ وطالبات انجمنی تقریروں کی تیاری میں اس سے مدد لے سکتے ہیں۔

☆ جمعہ کے خطبوں اور عام اصلاحی تقریروں کے لیے بھی اس رسالہ سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

☆ مساجد میں یومیہ یا ہفتہ واری درس میں اس مجموعہ سے ایک یا دو حدیث پڑھ کر اس کی تشریح کی جاسکتی ہے۔

(نوٹ: مذکورہ بالا مواقع پر اس رسالہ سے استفادہ کے وقت حسب ضرورت حدیثوں کی تعداد متعین کی جاسکتی ہے)

☆ متعلقین اور رشتہ داروں کو یہ رسالہ تحفۃً دیا جائے اور عام لوگوں میں اسے تقسیم کیا جائے اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت کا ثواب حاصل کیا جائے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اس رسالے کو عوام وخواص سب کے لیے مفید بنائے اور اس سے زیادہ سے زیادہ اصلاح کا کام انجام پائے۔ ساتھ ہی مرتب، ناشر اور قارئین کو اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین۔

اسعد اعظمی

جامعہ سلفیہ، بنارس

۱۴۳۰/۵/۲۱ھ

۲۰۰۹/۵/۱۷ء

حدیث نمبر:۱

نیک بیوی کا انتخاب (۱)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:

تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ: لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَ لِدِيْنِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ.

(بخاری: ٤٧٠٠، مسلم: ٢٦٦١)

﴿ترجمہ﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”عورت سے چار چیزوں کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے: اس کے مال کی وجہ سے، اس کے خاندانی حسب ونسب کی وجہ سے، اس کے حسن وجمال کی وجہ سے، اور اس کے دین کی وجہ سے۔ لہٰذا تم دین دار عورت سے (شادی کرکے) کامیابی حاصل کرو، تمھارے ہاتھ خاک آلود ہوں۔

﴿توضیح﴾

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ لوگ اپنی شریک حیات کے انتخاب کے وقت اپنی ہونے والی بیوی کے اندر چار چیزیں تلاش کرتے ہیں: ۱۔ مال ودولت والی ہو ۲۔ اونچے گھرانے کی ہو ۳۔ خوبصورت ہو ۴۔ دین دار ہو۔

لیکن مسلمانوں کو ہمارے نبی نے یہ تاکید کی ہے کہ بیوی کے انتخاب کے وقت صرف اس کی دین داری کو دیکھیں، دین دار بیوی کو اپنی شریک حیات بنائیں، کیوں کہ اصل سرمایہ دین ہی ہے جس پر دنیا وآخرت کی کامیابی کا دارومدار ہے، باقی تینوں چیزیں دینداری کے مقابلے میں کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتیں۔

نیک بیوی پورے گھر کے ماحول کو بہتر بنائے گی، اس کے ساتھ ہی اس کے

بطن سے جنم لینے والی اولاد پر بھی نیکی کے آثار ہوں گے، دین دار اور نیک عورت اپنے بچوں کو کبھی گمراہی کے راستے پر نہیں چھوڑے گی، بلکہ ان کو اچھی تربیت دے گی۔

اس کے برعکس دین واخلاق سے عاری عورت سے نہ گھر کا ماحول بہتر ہوگا اور نہ ہی وہ اپنے بچوں کو بھلائی اور نیکی کے راستے پر چلنے کی تربیت دے سکے گی، جو لوگ دنیا کی چمک دمک اور اس کی رنگینیوں میں محو ہو کر بیوی یا بہو کے انتخاب کے وقت دین داری کے پہلو کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور بڑے گھرانوں، گوری چمڑی اور مال ودولت کے پیچھے بھاگتے ہیں وہ اکثر بعد میں پچھتاتے ہیں اور ان کی زندگی کا سکون درہم برہم ہوجاتا ہے۔ ہم اپنے گرد وپیش کا جائزہ لیں تو اس کی متعدد مثالیں مل جائیں گی۔ **والله المستعان**۔

حدیث نمبر:۲

نیک بیوی کا انتخاب (۲)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :

"تَخَيَّرُوْا لِنُطَفِكُمْ، فَانْكِحُوا الْاَكْفَاءَ وَاَنْكِحُوْا اِلَيْهِمْ".

(ابن ماجه :۱۹۵۸– صحيح الجامع :۲۹۲۸)

﴿ترجمہ﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اپنے نطفے کے لیے بہتر (بیوی) کا انتخاب کرو، اور کفو سے شادی کرو اور کراؤ۔

﴿توضیح﴾

اپنی ہونے والی اولاد کی بہتری اور بھلائی کی فکر انسان کو شادی سے پہلے اور بیوی کے انتخاب کے وقت ہی سے ہونی چاہیے، اسی بات کو اس حدیث میں ایک نئے

اور تمثیلی اسلوب میں بیان کیا گیا ہے، جس طرح یہ بات مسلّم ہے کہ اچھی اور زرخیز زمین ہی سے اچھی کھیتی اور اچھی پیداوار ہوتی ہے اور محض بیج کا اچھا ہونا کافی نہیں، اسی طرح اچھی اور صالح اولاد کے حصول کے لیے نیک سیرت بیوی ضروری ہے، صرف شوہر کا نیک اور صالح ہونا کافی نہیں۔

نکاح کے بعد شوہر بیوی سے مجامعت کے ذریعہ اس کے رحم میں اپنا نطفہ (منی) منتقل کرتا ہے، یہ منی اولاد کے حصول کے لیے بیج کی حیثیت رکھتی ہے اور عورت کا رحم اس کے لیے زمین اور کھیت کا درجہ رکھتا ہے، اس رحم اور اس زمین کی اچھائی اور خرابی اس سے پیدا ہونے والی شے پر ضرور اثر انداز ہوگی۔ بدعقیدہ، بدخلق، بدچلن اور دوسری خرابیوں میں مبتلا عورت سے صالح، پاکباز اور نیک اولاد کی توقع نہیں کی جاسکتی، ایسی عورت خود اپنے شوہر کے لیے مصیبت اور دردسر رہتی ہے، اگر وہ مالدار، خوبصورت اور نامی گرامی گھرانے کی بھی ہو تو اپنے شوہر کو سکون بہم نہیں پہنچا سکتی، چہ جائیکہ اس کے لیے ایسی اولاد جنے جو اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور اس کے دل کے سرور کا ذریعہ بنے۔

قرآن کریم نے ﴿الْخَبِيْثَاتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثَاتِ، وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبَاتِ﴾ (سورہ نور: ۲۶)

(خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لائق ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لائق ہیں اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لائق ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لائق ہیں) کے ذریعہ لوگوں کو متنبہ کر دیا ہے کہ اچھے لوگ اچھی اور پاکدامن عورتوں ہی کو رشتہ ازدواج میں منسلک کریں، اس طرح ایک صالح اور پاکیزہ خاندان اور معاشرہ کا قیام ممکن ہو سکے گا، جس میں پلنے بڑھنے والے افراد نیک سیرت اور عمدہ خصلت والے ہوں گے۔

حدیث نمبر: ۳

نیک بیوی کے کچھ اور اوصاف

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلىٰ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ:

اِنِّیْ اَصَبْتُ امْرَاَةً ذَاتَ حَسَبٍ وَمَنْصِبٍ اِلَا اَنَّهَا لَاتَلِدُ، اَفَاَتَزَوَّجُهَا؟ فَنَهَاهُ، ثُمَّ اَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَنَهَاهُ، ثُمَّ اَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَنَهَاهُ، فَقَالَ: "تَزَوَّجُوْا الوَدُوْدَ الوَلُوْدَ، فَاِنِّیْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ".

(سنن نسائی: ٣١٧٥، ابوداود: ١٧٥٤ – صحیح الجامع: ٢٩٤٠)

﴿ترجمہ﴾

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول ﷺ کے پاس آئے اور کہا: ایک شریف خاندان اور قدر و منزلت والی خاتون کے بارے میں مجھے جانکاری ملی ہے مگر اس کے یہاں پیدائش نہیں ہوتی، کیا میں اس سے شادی کرلوں؟ آپ نے ان کو منع فرمایا، وہ دوبارہ آئے اور سہ بارہ آئے اور آپ نے منع فرمایا اور کہا کہ زیادہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی عورت سے شادی کرو، کیوں کہ میں (قیامت کے دن) دوسری قوموں کے مقابلے میں تمہاری کثرت پر فخر کروں گا۔

﴿توضیح﴾

اس حدیث میں صراحت سے یہ بات بیان کردی گئی کہ شادی کے مقاصد میں اہم مقصد اولاد کا حصول بھی ہے، شادی محض جنسی تسکین یا بیوی اور سسرال والوں کے مقام و مرتبہ سے استفادہ کے لیے نہیں ہوتی، اس لیے اگر قرائن وغیرہ سے عورت کا

بانجھ پن معلوم ہو جائے تو اس سے شادی سے اجتناب کر کے ایسی عورت کا انتخاب کیا جائے جس کے اندر افزائش نسل کی استطاعت ہو۔

حدیث نمبر(۱) کی طرح اس حدیث میں بھی بیوی کے انتخاب کے معیار کی نشاندہی کی گئی ہے اور عوام میں رائج معیار پر نہ جانے کی تاکید کی گئی ہے، مسلم گھرانوں میں اولاد کی کثرت شریعت کو مطلوب ہے، کیوں کہ قیامت کے دن جب تمام انبیاء اپنی اپنی امتوں کے ساتھ آئیں گے تو امت محمدیہ ان سب کے بیچ سب سے بڑی امت ہوگی اور یہ چیز ہمارے نبی کے لیے باعث افتخار ہوگی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اولاد کی کثرت کے ساتھ ان کی اچھی تربیت بھی شرعی مطلوب ہے، نیک، دین پسند اور اعلیٰ اخلاق وصفات کے حامل لوگوں پر ہی فخر کیا جاتا ہے اور ان کی موجودگی سے خوشی اور مسرت ہوتی ہے، نہ کہ دین بیزار، اور سیرت وکردار سے تہی دست لوگوں سے۔ اس لیے اولاد کی کثرت کو تربیت کے عمل سے جدا کر کے نہیں دیکھا جانا چاہیے، جس طرح اولاد کی کثرت شرعی مطلوب ہے ٹھیک اسی طرح ان کی اچھی تربیت بھی مطلوب ہے۔ الحمدللہ اس وقت تعداد کے اعتبار سے مسلمان عیسائیوں کے بعد دنیا کی دوسری سب سے بڑی آبادی ہیں، مگر ان میں اسلامی تربیت کی بڑی کمی ہے۔ جس کی طرف توجہ دینے کی سخت ضرورت ہے۔

حدیث نمبر:۴

جماع کے وقت کی دعا اور تربیت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

”لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّاْتِيَ اَهْلَهٗ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ

اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا ، فَإِنَّهُ إِنْ یُقَدَّرْ بَیْنَھُمَا وَلَدٌ فِیْ ذٰلِکَ لَمْ یَضُرَّهُ شَیْطَانٌ".

(بخاری : ٣٢٧١ ،مسلم : ١٤٣٤)

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں کا کوئی آدمی اپنی بیوی سے جماع کا ارادہ کرے اور یہ دعا پڑھ لے "شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے، اے اللہ تو ہمیں شیطان سے محفوظ رکھ اور شیطان کو اس چیز (اولاد) سے دور رکھ جو تو ہمیں عطا کرے" تو اگر اس جماع سے ان کی تقدیر میں اولاد لکھی ہوگی تو شیطان اس کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔

توضیح

بچوں کی تربیت اور ان کی اصلاح وفلاح پر دھیان دینے کے مواقع میں سے ایک موقع یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جماع اور ہم بستری کو صرف جنسی تسکین کا ذریعہ نہ سمجھا جائے بلکہ اس موقع پر بھی انسان اللہ کو یاد رکھے، ساتھ ہی اپنی آنے والی اولاد کی شیطان سے حفاظت کو بھی مدنظر رکھے، اس کے لیے مذکورہ دعا کا ورد کرنے کی اس کو ہدایت کی گئی ہے اور اس کا فائدہ یہ بتلایا گیا ہے کہ اگر اس جماع کے نتیجے میں کوئی بچہ وجود میں آتا ہے تو وہ شیطان کے شر سے محفوظ ہوگا۔

شریعت کی نظر میں بچے کا تحفظ اور شیطان اور شیطانی اعمال وحرکات سے اسے بچانا کس قدر اہم ہے اس کا اندازہ اس حدیث سے لگایا جاسکتا ہے، شریعت کی حکیمانہ نگاہیں بہت دور تک دیکھتی ہیں، اللہ رب العزت انسان اور ساری کائنات کا خالق ہے، مخلوق کے نفع ونقصان اور صلاح وفساد کو اس سے بہتر کون سمجھ سکتا ہے، یہ اس کا عین احسان ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو شریعت کے نور سے نوازا ہے اور ایسے

بے شمار حقائق سے آگاہ کیا ہے جن کا انہیں قطعاً علم نہیں تھا۔

آج نافرمان اور بے راہ اولاد کی کثرت سے ہمارا معاشرہ شاکی ہے، نئی نسل کی اکثریت شیطان کے نصب کردہ جال میں بڑی تیزی سے پھنستی جا رہی ہے، اس کے اسباب میں سے ایک اہم سبب مذکورہ ہدایت نبوی (دعا بوقت جماع) سے غافل ہونا ظاہر ہے، اور یہ کہنا مبالغہ ہوگا کہ شادی شدہ جوڑوں کی اکثریت ان تعلیمات و ہدایات سے ناواقف ہے لہٰذا اس پر عمل کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے۔

حدیث نمبر:۵

بچے کے لیے جینے کا حق

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَيُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ؟ قَالَ:

اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَکَ، قُلْتُ: ثُمَّ اَيٌّ؟ قَالَ: اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَکَ خَشْيَةَ اَنْ يَطْعَمَ مَعَکَ. قُلْتُ: ثُمَّ اَيٌّ؟ قَالَ: اَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِکَ.

(بخاری:۶۰۰۱، مسلم:۲۵۷)

﴿ترجمہ﴾

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے کہا کہ اے اللہ کے رسول! سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا: سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ، حالانکہ اللہ ہی نے تم کو پیدا کیا ہے۔ میں نے پوچھا پھر کون سا گناہ؟ آپ نے فرمایا: یہ ہے کہ تم اپنے

بچوں کو اس ڈر سے قتل کردو کہ وہ بھی تمہارے ساتھ کھائیں گے۔ میں نے پوچھا پھر کون سا گناہ؟ آپ نے فرمایا: وہ یہ ہے کہ تم اپنی پڑوسن کے ساتھ زنا کرو۔

توضیح

اس حدیث میں شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ بتلایا گیا ہے کہ آدمی اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل کردے کہ وہ زندہ رہے گی تو کھانے پینے میں وہ بھی شریک ہوگی جس سے وہ معاشی تنگی میں مبتلا ہو جائے گا۔ اسلام سے قبل اس قبیح فعل کا بعض لوگ ارتکاب کرتے تھے، اسی وجہ سے قرآن کریم میں بھی صراحت سے اس کا تذکرہ کرکے اس سے روکا گیا ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ سب کو رزق فراہم کرنے والے ہم ہیں۔

درحقیقت یہ عمل بلکہ یہ تصور ہی انسان کی مادہ پرستی اور اس کے حرص وہوس کی انتہا کو پہنچنے کی علامت ہے۔ آج کی مہذب اور ترقی یافتہ دنیا میں اس تصور کو سرکاری سرپرستی حاصل ہو چکی ہے اور مختلف بہانوں سے اسقاط حمل اور دوسرے طریقوں سے بچوں کے قتل عام کا سلسلہ جاری ہے، پھر بھی یہ دنیا حقوق انسانی اور حقوق اطفال کا ڈھنڈھورا پیٹتی ہے اور اپنے آپ کو تہذیب وتمدن کا علم بردار اور انسانیت کا سب سے بڑا بہی خواہ مانتی ہے۔

اسلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے اس فاسد نظریے کی قباحتوں کو آشکارا کرتے ہوئے اس مذموم حرکت پر پابندی لگا دی تھی اور بچوں کو زندہ رہنے کا نہ صرف حق عطا کیا بلکہ ان کو جملہ انسانی حقوق سے نوازا۔

اس حدیث کے ذریعے گویا اللہ کے رسول ﷺ نے لوگوں کو یہ باور کرایا ہے کہ کبھی اپنی اولاد کو اپنے لیے بوجھ نہ تصور کرو، اور اس فکر سے پریشان نہ رہو کہ میں ان کو کہاں سے کھلانے پلانے اور دیگر ضروریات کا انتظام کروں گا۔ جس ذات نے آپ کو رزق فراہم کیا ہے وہی ان کو بھی فراہم کرے گی۔ اگر اس تصور سے منھ موڑ کر تم

ان سے حق حیات سلب کرنے کے مجرم پائے گئے تو تم بہت بڑے گناہ کے مرتکب مانے جاؤ گے اور اللہ کے عذاب سے تمہیں دوچار ہونا پڑے گا۔

حدیث نمبر: ٦

کھجور چبا کر منہ میں دینا

عَنْ اَبِيْ مُوْسیٰ قَالَ:

وُلِدَ لِيْ غُلَامٌ، فَاَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، فَسَمَّاهُ اِبْرَاهِيْمَ ، فَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ وَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ ، وَدَفَعَهُ اِلَيَّ . وَكَانَ اَكْبَرَ وَلَدِ اَبِيْ مُوْسیٰ. (بخاری: ٥٧٣٠، مسلم: ٣٩٩٧)

﴿ترجمه﴾

حضرت ابوموسیٰ (اشعری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میرے یہاں ایک بچہ پیدا ہوا، میں اس بچے کو لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے اس کا نام ابراہیم رکھا، کھجور چبا کر اس کے منہ میں رکھا، اس کے لیے برکت کی دعا کی اور اس کے بعد اسے میرے حوالے کیا۔ یہ ابوموسیٰ کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔

﴿توضیح﴾

اس مفہوم کی متعدد حدیثیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام اپنے نومولود بچوں کو نبی ﷺ کے پاس لے جاتے، آپ اپنی گود میں بچوں کو لیتے اور کھجور یا چھوہارہ وغیرہ اپنے منہ میں چبا کر اس بچے کے منہ میں ڈالتے اور اس کی خیر و بھلائی کے لیے دعا بھی فرماتے۔

بچوں کی اچھی تربیت اور اسلامی آداب وتعلیمات سے انھیں جوڑے رکھنے کی کوششوں میں سے ایک کوشش یہ بھی ہے کہ پیدائش کے بعد کسی نیک وصالح شخص کے منھ سے چبائی ہوئی چیز اس بچے کے منھ میں ڈالی جائے، ہوسکتا ہے کہ اس بزرگ کے صلاح وتقویٰ کا اثر بچے پر بھی آئے، بچے کے بطن میں پہنچنے والی ابتدائی غذاؤں میں پاک طنیت لوگوں کے لعاب دہن کا پہنچانا اس کو ہمیشہ پاک اور حلال روزی کھلانے کی سعی کا بھی اشارہ ہے، اسی طرح عالم باعمل اور صالح شخص سے بچے کے حق میں خیر وبرکت کی دعا کرانا بھی اسی نقطہ نظر سے ہے۔

غور کریں کہ کن کن طریقوں سے شریعت بچوں کی اچھی تربیت کا انتظام کرتی ہے اور اس چیز پر کس قدر توجہ صرف کرتی ہے، کیا مسلم معاشروں میں نومولود بچوں کے ساتھ ایسا اہتمام کیا جاتا ہے؟ اور کیا مسلم والدین اپنے بچوں کی تربیت کے تعلق سے اتنے متفکر نظر آتے ہیں؟ اگر نہیں تو اس کی طرف توجہ دینے اور اس حدیث میں مذکور عمل کو اپنے گھروں اور اپنے بچوں پر نافذ کرنے کی ضرورت ہے۔

حدیث نمبر: ۷

نومولود کا عقیقہ

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

”كُلُّ غُلَامٍ رَهِينَةٌ بِعَقِيقَتِهِ تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ سَابِعِهِ وَيُسَمّٰى فِيْهِ وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ“.

(ترمذی: ۱۴۴۲، ابوداود: ۲۴۵۵، نسائی: ۴۱۴۹، ابن ماجه: ۳۱۵۶، احمد: ۱۹۲۲۵– صحیح الجامع: ۴۵۴۱)

﴿ترجمہ﴾

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر بچہ اپنے عقیقہ کے عوض گروی ہوتا ہے، ساتویں دن اس کی طرف سے عقیقہ کیا جائے گا، اسی روز اس کا نام رکھا جائے گا اور اس کا سر مونڈا جائے گا۔

توضیح

بچے کی پیدائش کے بعد اس کی جسمانی اور اخلاقی وایمانی تربیت کے سلسلے کی ایک کڑی یہ بھی ہے کہ ساتویں دن اس کی جانب سے عقیقہ کا جانور ذبح کیا جائے، اس کا نام رکھا جائے اور اس کے سر کا بال مونڈا جائے۔ عقیقہ کے عوض بچے کے گروی ہونے کا کئی مطلب بیان کیا گیا ہے جس میں ایک راجح مطلب امام احمد بن حنبل کا بیان کردہ ہے کہ اس سے مراد والدین کی سفارش ہے، یعنی اگر اس بچہ کا عقیقہ نہ کیا گیا اور وہ بچپن ہی میں انتقال کر گیا تو وہ بچہ اپنے والدین کے حق میں سفارش نہیں کرے گا۔ (تحفۃ الاحوذی: ۹۴/۵۔۹۵)

عقیقہ ایک اسلامی شعار اور نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے، بچے کی طرف سے عقیقہ میں دو بکرا یا بکری اور بچی کی طرف سے ایک بکرا یا بکری ذبح کرنا مسنون ہے، البتہ بچے کی طرف سے ایک جانور بھی ذبح کرنا ثابت ہے۔

عقیقہ قربانی کے ساتویں دن کرنا مسنون ہے، بلا کسی شدید عذر کے اس کو ٹالنا مناسب نہیں، اگر کسی وجہ سے ساتویں دن عقیقہ نہ کیا جا سکا تو بعد میں جب میسر ہو کر لیا جائے، البتہ حتی الامکان جلدی کرنی چاہیے۔

عقیقہ کے فوائد متعدد ہیں، بعض فوائد بیان کرتے ہوئے ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ نومولود کی آمد کے موقع پر یہ جانور ذبح کیا جاتا ہے، اس کا فائدہ یہ ہے کہ بچے کو گروی رہنے سے نجات دلاتا ہے، عقیقہ باپ کو اولاد کی سفارش میسر کراتا ہے، عقیقہ بچے کا فدیہ ہے جو بچے کو شیطان کے شر سے بچاتا ہے، عقیقہ کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کی وجہ سے ساتویں دن دوست واحباب اور عزیز واقارب جمع ہوتے

ہیں اور بچے کو دعاء وتبریک سے نوازتے ہیں۔

(تحفة المودود بأحكام المولود ، ص : ٥٧)

نام رکھنے اور سر منڈوانے سے متعلق گفتگو آگے آرہی ہے۔

حدیث نمبر:٨

نومولود کا سر منڈوانا

عَنْ عَلِيٍّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

”عَقَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الحَسَنِ بِشَاةٍ وَقَالَ: يَا فَاطِمَةُ ! اِحْلِقِيْ رَاْسَهُ وَتَصَدَّقِيْ بِزِنَةِ شَعْرِهِ فِضَّةً، فَوَزَنَتْهُ، فَكَانَ وَزْنُهُ دِرْهَمًا اَوْ بَعْضَ دِرْهَمٍ“.

(صحيح سنن ترمذي:١٢٢٦)

﴿ترجمه﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی جانب سے ایک بکری کا عقیقہ کیا، اور حضرت فاطمہ سے فرمایا کہ بچے کا سر مونڈ کر اس کے بالوں کے وزن بھر چاندی صدقہ کرو، انھوں نے بالوں کا وزن کیا تو ایک درہم یا اس سے کچھ کم تھے۔

﴿توضیح﴾

دوسری حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سر مونڈنے کا عمل بچے کی پیدائش کے ساتویں دن انجام دیا جائے گا، سر کا بال اتار دینے سے سر کی صفائی ہو جاتی ہے، مسامات کھل جاتے ہیں اور میل کچیل بھی صاف ہو جاتی ہے، طبی نقطہ نظر سے اس کے

اور دوسرے فوائد بھی ہیں۔ بال مونڈنے کے بعد اس کے ہم وزن چاندی صدقہ کرنا چاہیے، تاکہ غریبوں اور مسکینوں کی ضرورت بھی پوری ہو۔

اکثر والدین شریعت کی ان تعلیمات سے ناواقف رہتے ہیں، اور عقیقہ کے دن غیر ضروری رسم ورواج کی تکمیل میں مصروف رہتے ہیں، ہماری شریعت نے دیگر امور کی طرح بچوں سے متعلق ہر موڑ پر رہنمائی کی ہے اور ان کی جسمانی واخلاقی ہر طرح کی تربیت سے متعلق واضح ہدایات دی ہیں، ان ہدایات پر عمل کرنا اور انہیں باعث خیر وبرکت تصور کرنا چاہیے، اسی میں دین ودنیا دونوں کی فلاح وکامیابی مضمر ہے۔

آج دیکھا جاتا ہے کہ کیا بچے کیا بڑے، بالوں کے رکھ رکھاؤ میں فلمی ایکٹروں اور گانے بجانے والوں کی نقالی میں ایک دوسرے سے آگے بھاگنے کی کوشش میں مصروف ہیں، اس کے پیچھے وہ اچھا خاصا پیسہ اور وقت بھی برباد کرتے ہیں، ایسا کسی بھی طرح مناسب نہیں ہے، والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ دیگر چیزوں کی نگرانی اور دیکھ ریکھ کے ساتھ اپنے بچوں اور ماتحتوں کی وضع قطع اور ان کے بالوں کی تزئین وترتیب پر بھی نگاہ رکھیں، جب ہماری شریعت نے بچے کی پیدائش کے پہلے ہی ہفتے میں اس کے بال کو اپنی توجہ کا مرکز بنایا تو یہ گویا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بچے کے والدین آئندہ اس چیز کو اپنی ذمہ داری میں داخل سمجھیں۔

حدیث نمبر:۹

بچوں کے اچھے نام

عَنْ اَبِي وَهْبٍ الْجُشَمِي قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

” [تَسَمَّوْا بِاَسْمَاءِ الْاَنْبِيَاءِ] وَاَحَبُّ الْاَسْمَاءِ اِلَى اللّٰهِ :

عَبْدُ اللّٰهِ وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، وَاَصْدَقُهَا حَارِثٌ وَهَمَّامٌ، وَاَقْبَحُهَا حَرْبٌ وَمُرَّةٌ".

(ابو داود: ٤٢٩٩، نسائی: ٣٥٠٩، احمد: ١٨٢٥٨ – الصحيحة: ١٠٤٠)

{ترجمہ}

حضرت ابووہب جشمی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تم انبیائے کرام والے نام رکھا کرو، اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔ اور تمام ناموں میں صداقت وسچائی والے نام حارث اور ھمام ہیں، اور سب سے برے نام حرب (جنگ) اور مُرَّہ (کڑوا) ہیں۔

{توضیح}

بچوں کے تعلق سے والدین کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ ان کا اچھا اور موافق شرع نام رکھیں، اچھے ناموں کا انتخاب کرتے وقت شریعت کی منشا کو نظر انداز نہ کیا جائے، اچھے اسم (نام) سے اچھے مسمّی (شخصیت) کی جھلک ملتی ہے۔ اس لیے بچوں کا نام رکھتے وقت ان ناموں کے معانی ومفاہیم پر بھی نظر رکھا جائے، صرف ظاہری اور صوتی حسن کو نہ دیکھا جائے۔

ایسے تمام ناموں سے پرہیز کرنا چاہیے جن کے معانی خراب ہوں (جیسے: عاصیہ- نافرمانی کرنے والی) اور جن سے بدشگونی والے معانی ظاہر ہوتے ہوں (جیسے: جمرہ-آگ کا انگارہ) اور جو اللہ کی ذات کے ساتھ خاص ہوں (جیسے: الأحد، الصمد) اور جن میں عبد کی نسبت اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف کی گئی ہو (جیسے: عبدالحسین- حسین کا بندہ) اور ایسے نام جن سے اسلامی تشخص پر حرف آئے یا غیر مسلموں کی مشابہت لازم آئے۔ مذکورہ بالا حدیث میں چند اچھے نام بطور مثال پیش کیے گئے ہیں اور بعض نامناسب ناموں کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔

اگر ناواقفیت کی بنا پر کسی کا کوئی نامناسب نام رکھ دیا گیا ہو تو واقفیت ہونے

کے بعد اس کو بدل دینا چاہیے۔ بعض لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ نام بدلنے پر نئے سرے سے عقیقہ کرنا ہوگا، ایسا اعتقاد درست نہیں ہے۔ اگر اچھے اور خراب ناموں میں تمیز کرنا آدمی کے بس میں نہ ہو تو اسے اہل علم سے رجوع کرنا چاہیے۔

افسوس کہ اس وقت مسلمانوں میں ایسے نام بکثرت رائج ہیں جو شرعی اور معنوی اعتبار سے محل نظر ہیں، علم کی کمی، اغیار کی تقلید اور کچھ دوسرے اسباب کی بنا پر ان ناموں کا چلن عام ہے۔ علماء کو چاہیے کہ اس سلسلے میں عوام کی رہنمائی کریں اور ان کے اندر اس تعلق سے بیداری پیدا کریں۔

حدیث نمبر:۱۰

ختنہ

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:

”الفِطْرَةُ خَمْسٌ، اَوْ خَمْسٌ مِنَ الفِطْرَةِ : الخِتَانُ، وَالاِسْتِحْدَادُ، وَتَقْلِيمُ الاَظْفَارِ، وَنَتْفُ الاِبْطِ وَقَصُّ الشَّارِبِ.“ (بخاری:۵۸۸۹، مسلم:۵۹۷)

﴿ترجمہ﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: فطری چیزیں پانچ ہیں (یا فرمایا) پانچ چیزیں فطری ہیں: ختنہ کرنا، زیر ناف کے بال صاف کرنا، ناخن تراشنا، بغل کے بال اکھیڑنا اور مونچھ کاٹنا۔

﴿توضیح﴾

یعنی ان خصلتوں پر اس طرح عمل کرنا چاہیے جیسے یہ انسان کی فطرت اور خمیر

کا حصہ ہیں۔ بعض روایتوں میں کچھ دوسرے کاموں کا بھی تذکرہ ہے۔ بہر حال ان کاموں کی بڑی اہمیت ہے اور انسانی طہارت ونظافت کا بھی یہ بہت بڑا حصہ ہیں جس کا اعتراف عہد جدید کے اطباء اور سائنسدانوں نے بھی کیا ہے۔

ختنہ ایک بہت ہی اہم دینی شعار اور اہل اسلام کی بہت بڑی شناخت ہے، دیگر انبیاء کے یہاں بھی اس پر عمل کا تذکرہ ملتا ہے۔ عہد حاضر میں علوم جدیدہ کے ماہرین کا تو اس کی ضرورت واہمیت پر ایک طرح سے اتفاق ہے، اور بہت سے غیر مسلم ارباب عقل ودانش اسلام کا اقرار نہ کرتے ہوئے بھی اس سنت پر عامل اور کاربند ہیں۔ ایڈس جیسے مہلک اور لاعلاج مرض سے تحفظ کے لیے اطباء نے ختنہ کو سب سے بڑا ذریعہ قرار دیا ہے۔

ختنہ عمر کے کسی بھی حصہ میں کرایا جاسکتا ہے، البتہ بچپن میں کرانے میں زیادہ سہولت اور فائدہ ہے۔ والدین اور سرپرستوں کی ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ اپنے بچوں اور ماتحتوں کو اس مرحلہ سے گزارنے کا بندوبست کریں، اور اسلام کی اس رہنمائی پر بلاتاخیر عمل کی کوشش کریں۔ الحمدللہ اس تعلق سے مسلمانوں میں بیداری پائی جاتی ہے۔ کاش کہ وہ اس سنت پر عمل کے ساتھ اسلام کے امتیاز اور آفاقیت سے بھی واقف ہوتے اور دوسروں کو واقف کراتے۔

اگر کسی وجہ سے بچپن میں ختنہ نہیں کرایا جاسکا تو بعد میں کسی بھی وقت اسے ضرور کرالیا جائے، بھلے بڑھاپے کی عمر کو پہنچ چکے ہوں۔ اسی طرح جو غیر مسلم اسلام میں داخل ہوتے ہیں اگر وہ مختون نہیں ہیں تو ان کا بھی ختنہ کرایا جائے گا۔

حدیث نمبر: ۱۱

تربیت میں والدین کا کردار

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

”مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الفِطْرَةِ، فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ اَوْ يُنَصِّرَانِهِ اَوْ يُمَجِّسَانِهِ، كَمَا تُنْتَجُ البَهِيْمَةُ بَهِيْمَةً جَمْعَاءَ، هَلْ تُحِسُّوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَاءَ ؟ “

(بخاری: ۱۲۷۰، مسلم: ۴۸۰۳)

﴿ترجمہ﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”ہر بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں، جیسے جانور صحیح وسالم بچہ کو جنم دیتا ہے کیا اس میں تمہیں کوئی کان کٹا نظر آتا ہے؟“

﴿توضیح﴾

بچوں کی تربیت میں والدین کا جو اہم کردار ہوتا ہے یہ حدیث اس کو واضح کر رہی ہے۔ ایک بچہ جب اس دنیا میں آنکھیں کھولتا ہے تو اس کے اندر فطری طور پر اسلام اور توحید کو قبول کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ اگر اس کو کسی دوسرے عقیدے اور مذہب کی طرف نہ موڑا جائے بلکہ اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے تو وہ مسلمان اور موحد ہی رہے گا۔ لیکن چونکہ بچہ اپنے والدین کے ساتھ برابر رہتا ہے، ان کے اقوال و اعمال کو برابر سنتا اور دیکھتا ہے، ان کی رہنمائی میں زندگی گزارتا ہے، اس لیے ڈھیرے

دھیرے ان کے ہی عقیدے کی چھاپ اس کے ذہن و دماغ پر پڑ جاتی ہے، چنانچہ یہودی والدین کے بیچ پلنے والا بچہ یہودی بن جاتا ہے، اسی طرح عیسائی، مجوسی اور دیگر عقیدہ کے والدین کے بیچ رہنے والا اسی عقیدہ کا رفتہ رفتہ حامل ہو جاتا ہے۔

عقیدہ کے ساتھ اخلاق وعادات اور دیگر معاملات میں بھی والدین کی تقلید اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی مثالیں دیکھنے کو ملتی ہیں، بچہ اپنے والدین اور گرد وپیش کے لوگوں کو بیڑی سگریٹ پیتے دیکھتا ہے تو وہ بھی ابتداءً نقالی میں پیتا ہے پھر اس کا عادی ہو جاتا ہے، نماز پڑھتے اور تلاوت کرتے دیکھتا ہے تو وہ بھی ان کاموں کی ادائیگی کی کوشش کرتا ہے۔

اس لیے والدین کو بچوں کی تربیت کے سلسلے میں بہت حساس رہنا چاہیے، ان کے سامنے کسی بھی مخل نظر اور معیوب کام سے گریز کرنا چاہیے اور زیادہ سے زیادہ اچھے اخلاق وعادات سے خود مزین ہو کر ان کو بھی اس کی جانب راغب کرنا چاہیے۔

حدیث نمبر:۱۲

بچوں کی تربیت میں ماں کا کردار

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْاِبِلَ صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ، اَحْنَاهُ عَلٰى وَلَدٍ فِيْ صِغَرِهِ وَاَرْعَاهُ عَلٰى زَوْجٍ فِيْ ذَاتِ يَدِهِ"

(بخاری:٤٩٤٦، مسلم: ٤٥٩١)

﴿ترجمہ﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اونٹ کی سواری کرنے والی عورتوں میں سے سب سے بہتر قریش کی نیک عورتیں ہیں، جو بچوں سے زیادہ پیار کرتی ہیں اور شوہر کے مال واسباب کی زیادہ حفاظت کرتی ہیں۔

(اونٹ کی سواری کرنے والوں سے مراد عرب کے لوگ ہیں کیونکہ اونٹ کی سواری کا زیادہ رواج عربوں کے یہاں ہی ہے۔ فتح الباری: ۹/۲۸)

توضیح

اس حدیث میں نیک بیوی کی صفات میں بچوں کے پیار اور امانت ودیانت کو بیان کیا گیا ہے، یعنی بیوی کے انتخاب کے وقت ان صفات کو مدنظر رکھا جائے اور ان صفات سے متصف عورتوں کو زوجیت میں لایا جائے۔

بچوں کی تربیت میں ماں کا کردار بے حد اہم ہوتا ہے اور شفقت ومحبت اور پیار کے برتاؤ کا بچوں کی نفسیات پر بڑا اثر ہوتا ہے، یہ پیار بچے کو ماں سے ہی ملتا ہے کیونکہ اس کا زیادہ تر وقت ماں کے ساتھ گزرتا ہے، اس ابتدائی مرحلہ ہی میں بچے کو اگر ماں کا پیار نہیں ملا، یا پیار کے بجائے ہمیشہ ڈانٹ ڈپٹ، زجر وتوبیخ اور بات بات پر پٹائی جھیلنی پڑے تو بچہ ضدی ہو جاتا ہے اور اچھے عادات واطوار سے اس کی آراستگی مشکل ہو جاتی ہے۔

جدید تہذیب نے تو بچوں سے ان کی ماؤں کا پیار اور لطف ومحبت ہی چھین لیا ہے، ملازمت اور آمدنی کا چکر بچے کو ماں سے ملنے کا موقع کم دیتا ہے، دوسرے یہ کہ فیشن زدہ مائیں اپنی گود میں بچوں کو رکھنے اور کھلانے میں گویا اپنی توہین محسوس کرتی ہیں، نتیجتاً یہ بچے خادماؤں کی گود میں پلتے ہیں، ظاہر بات ہے کہ اجرت پر کام کرنے والی یہ خادمائیں بچوں کو ماں جیسا پیار نہیں دے سکتیں، اگر یہ خادمائیں عقیدہ واخلاق کی خرابی میں مبتلا ہوں تو یہ خرابی بچوں میں بھی منتقل ہونا لازمی امر ہے۔

لہٰذا ماؤں کی یہ ذمہ داری ہے کہ اپنے نونہالوں کو اپنے سے قریب رکھیں، ان کے ساتھ شفقت اور پیار کا برتاؤ کریں اور ان کی ہمہ جہت نشو نما کا خیال رکھیں، تا کہ آگے چل کر یہ بچے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنیں۔

حدیث نمبر: ۱۳

ماتحتوں کے بارے میں سوال ہوگا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :

"كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، اَلْإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْؤُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ اَهْلِهِ وَمَسْؤُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْؤُوْلَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا، وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِيْ مَالِ سَيِّدِهِ وَمَسْؤُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ" (بخاری: ٨٤٤، مسلم: ١٦٢٧)

﴿ترجمه﴾

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: تم سب کے سب ذمہ دار ہو اور تم میں سے ہر ایک سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا، امام (حکمراں) ذمہ دار ہے اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال کیا جائے گا، آدمی اپنے گھر والوں کا نگراں ہے اس سے اس کی رعیت (گھر والوں) کے بارے میں پوچھا جائے گا، عورت اپنے شوہر کے گھر

کی نگراں ہے اور اس سے اس کی رعیت (گھر اور گھر والوں) کے بارے میں پوچھا جائے گا، خادم اپنے آقا کے مال کا نگراں ہے اس سے اس کی رعیت (مال واسباب) کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اس طرح تم سب (اپنے اپنے دائرے مین) نگراں اور ذمے دار ہو اور سب سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں پوچھ گچھ کی جائے گی۔

﴿توضیح﴾

یہ حدیث مسلم معاشرہ میں ہر فرد کو اپنی اپنی جگہ ذمہ دار قرار دے رہی ہے، مرد وزن، آقا وغلام، حاکم ومحکوم کوئی ایسا نہیں جو اس دائرے سے باہر ہو، صالح معاشرہ کی تشکیل کے لیے ہر فرد کو اپنی ذمہ داری نبھانی ہوگی اور ہمہ وقت چوکنا رہنا ہو گا، اس سلسلے میں کسی بھی قسم کی کوتاہی یا غفلت پر انسان کو عنداللہ جوابدہ ہونا پڑے گا اور وہ اللہ کی گرفت سے بچ نہیں پائے گا۔

والدین پر بڑی ذمہ داریوں میں سے بچوں کی تربیت اور دیکھ بھال بھی ہے کیوں کہ ماتحتوں میں سب سے زیادہ قریب اور توجہ کے مستحق یہی ہوتے ہیں، اس لیے اس حساسیت کو سمجھنا ہوگا، اس سلسلے میں کسی بھی طرح کی لاپرواہی اور بے اعتنائی سے ایک طرف تو بچے برباد ہوں گے اور دوسری طرف آدمی آخرت کی گرفت سے دوچار ہوگا۔

لہٰذا ان دونوں طرح کے دنیوی واخروی خسارے سے اپنے آپ کو بچانے کی ہر فرد کو فکر کرنی چاہیے اور اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے کی مسلسل کوشش میں لگے رہنا چاہیے۔

حدیث نمبر:۱۴

بچوں پر خرچ کی فضیلت

عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ ثَوْبَانَ بْنِ بُجْدُدٍ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

"اَفْضَلُ دِيْنَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ دِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ عَلٰى عِيَالِهٖ، وَدِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ عَلٰى دَابَّتِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَدِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ عَلٰى اَصْحَابِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ". (مسلم: ١٦٦٠)

ترجمہ

رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ابوعبداللہ ثوبان بن بجدد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کی جانب سے خرچ کیا جانے والا سب سے افضل دینار وہ ہے جسے وہ اپنے بال بچوں پر خرچ کرتا ہے، اور (پھر) وہ دینار ہے جو اللہ کے راستے میں (اپنی سواری پر) خرچ کرے، اور اس کے بعد وہ دینار ہے جسے اللہ کے راستے میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرے۔

توضیح

اہل وعیال کی معاشی کفالت اسلام کی نظر میں کس قدر اہم ہے اس کا اندازہ اس حدیث سے لگایا جا سکتا ہے، کیوں کہ اس میں بچوں پر صرف کیے جانیوالے پیسے کو سب سے افضل اور بہتر قرار دیا گیا ہے، جہاد وغیرہ کی تیاری پر خرچ کو اس کے بعد رکھا گیا ہے۔

شریعت اسلامیہ نے بیوی بچوں کی کفالت کا شوہر کو ذمہ دار بنایا ہے اور جائز وسائل سے کمائی کرنے کی اس کو بڑی ترغیب دی ہے، بچوں کے تعلق سے شریعت کے اہتمام کا یہ بھی عظیم مظہر ہے، آج دنیا کی حکومتیں "بچہ مزدوری" کی روک تھام کے لیے

تحریکیں چلا رہی ہیں، ان پر بڑی بڑی رقمیں صرف کر رہی ہیں، اسلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے یہ اعلان کر دیا تھا کہ بچے کی کفالت باپ کے ذمہ ہے، اس کے کھانے پینے، لباس، مکان اور دیگر ضروریات کی فراہمی کی فکر باپ کو کرنی ہے۔

ظاہر بات ہے کہ اگر بچے کو ضروریات زندگی میسر نہ ہوں اور بنیادی سہولتوں سے وہ محروم ہو تو یہ چیز اس کی تربیت پر یقیناً اثر انداز ہوگی۔ چوری، خیانت اور دوسری بری عادتوں میں اس کا مبتلا ہو جانا کوئی بعید بات نہیں ہے۔ مسلم معاشروں میں بہت سارے بچے اپنے والدین کی موجودگی میں یتیموں سے بدتر زندگی گزارتے ہیں، بسا اوقات والدین ان کو سخت محنت کے کاموں یا ملازمتوں میں لگا کر ان کی کمائی کھاتے ہیں اور خود کام چوری کے مرض میں مبتلا ہوتے ہیں، ایسے بچوں میں حسد، تکبر، انانیت وغیرہ کی بیماری پیدا ہو سکتی ہے جو ان کی صحیح تربیت کی راہ میں رکاوٹ ہوگی۔

حدیث نمبر: ۱۵

اچھی تربیت کا فائدہ بعد از موت بھی

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

" اِذَا مَاتَ ابْنُ آدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ : صَدَقَةٌ جَارِيَةٌ اَوْ عِلْمٌ يُنْتَفَعُ بِهِ اَوْ وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُوْ لَهُ

(مسلم: ۳۰۸٤)

﴿ترجمہ﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے، مگر تین چیزوں کا ثواب اسے ملتا رہتا ہے: ایک صدقہ جاریہ، دوسرے وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے، تیسرے نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے۔

﴿توضیح﴾

اس حدیث سے گویا بندوں کو ان تینوں اعمال خیر کی طرف رغبت دلائی گئی ہے اور اس کا فائدہ یہ بتلایا گیا ہے کہ موت کے بعد بھی ان کا اجر وثواب ایک لمبے عرصے تک بندے کو پہنچتا رہتا ہے، ان میں سے ایک صدقہ جاریہ، یعنی لوگوں کے فائدے کا کوئی ایسا ٹھوس کام جو دیر تک باقی رہے مثلاً مسجد، مدرسہ، شفا خانہ وغیرہ کی تعمیر، تو جب تک یہ چیزیں باقی رہیں گی اور لوگ ان سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے میت کو اس کا ثواب پہنچتا رہے گا، اسی طرح علم نافع بھی ہے، آدمی شاگرد تیار کرے، کتابیں وغیرہ تالیف کرے تو ان سے جب تک استفادہ جاری رہے گا اس کا ثواب میت کو ملتا رہے گا۔

تیسری چیز نیک اولاد کی دعا والدین کے حق میں بعد از وفات بھی ان کے لیے مفید ثابت ہوتی ہے، ظاہر بات ہے کہ اولاد کو نیک اور صالح بنانے کے لیے والدین کو اپنی حیات میں ہی کوشش کرنی ہوگی تب ہی جا کر یہ اولاد والدین کے لیے زندگی میں آنکھوں کی ٹھنڈک اور بعد از وفات رفع درجات کا سبب بن سکتی ہے۔

اسی طرح یہ حدیث مذکورہ دونوں چیزوں کے ساتھ بچوں کی اچھی تربیت پر زور دیتی ہے اور اس کے دنیوی واخروی فوائد سے آگاہ کر کے لوگوں کو اس کی طرف راغب کرتی ہے۔

تربیت کا یہ ایسا فائدہ ہے جو آدمی کی توجہ مبذول کرنے کے لیے بڑی اہمیت رکھتا ہے، موت کے بعد بھی ایک مسلمان کے اجر وثواب کا سلسلہ جاری رہے یہ عظیم خوشخبری ہے، اس کا مستحق بننے کے لیے ہر مسلمان کو فکر کرنی چاہیے، اور اپنی زندگی

میں اپنی اولاد کی اسلامی تربیت کر کے اسے اس لائق بنا دینا چاہیے کہ وہ اپنے والدین کی زندگی میں بھی ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ثابت ہو اور ان کی موت کے بعد بھی ان کے حق میں مفید ثابت ہو۔

حدیث نمبر:١٦

بچیوں کو جینے کا حق

عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:

”اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ، وَمَنْعاً وَهَاتِ، وَوَأْدَ الْبَنَاتِ، وَكَرِهَ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَاِضَاعَةَ الْمَالِ.“ (بخاری: ٥٥١٨، مسلم٣٢٣٧)

﴿ترجمہ﴾

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ماؤں کی نافرمانی کرنے کو، ضرورت کے موقع پر خرچ نہ کرنے اور بغیر ضرورت کے سوال کرنے (ہاتھ پھیلانے) کو اور لڑکیوں کو زندہ دفن کر دینے کو تمہارے اوپر حرام قرار دیا ہے، اور فضول بحث ومباحثہ، کثرت سوال اور مال ضائع کرنے کو تمہارے لیے ناپسند کیا ہے۔

﴿توضیح﴾

اس حدیث میں مختلف قسم کے حرام اور مکروہ کاموں کا تذکرہ کیا گیا ہے اور لوگوں کو ان سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے، حرام کاموں میں سے ایک کام یہ بھی ہے کہ بچیوں کی پیدائش پر ان کی پرورش کرنے کے بجائے ان کا گلا گھونٹ دیا جائے یا انہیں

زندہ دفن کر دیا جائے، دور جاہلیت میں بچیوں کی پیدائش کو باعث شرم وعار سمجھا جاتا تھا اور انہیں زندہ درگور کر کے ان سے چھٹکارا حاصل کرلیا جاتا تھا جیسا کہ قرآن میں بھی متعدد مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔

اسلام نے اولاد کی تربیت کے تعلق سے جو ہدایات دی ہیں وہ بچے بچیوں دونوں کو شامل ہیں مگر چونکہ بچیوں کے ساتھ خاص کر کے زیادہ سوتیلا برتاؤ کیا جاتا تھا اور آج بھی کیا جاتا ہے اس لیے ان کے تعلق سے الگ سے تنبیہ کی گئی، یہ اسلام کی خصوصیت اور اس کا امتیاز ہی ہے کہ اس نے مظلوم صنف نازک کو انصاف دلایا اور نہ صرف یہ کہ اس کو جینے اور زندہ رہنے کا حق دیا بلکہ اس کی دیکھ ریکھ اور تربیت پر زیادہ اجر وثواب کا وعدہ بھی کیا۔

حقوق انسانی اور حقوق اطفال کی علمبردار آج کی ترقی یافتہ قومیں بچیوں کو رحم مادر ہی میں قتل کرنے کے گھناؤنے فعل کا ارتکاب اس کثرت سے کرتی ہیں کہ انسانی آبادی میں مرد وزن کے عددی تناسب میں تشویشناک حد تک تفاوت ہوگیا ہے، جس کی روک تھام کے لیے کی جانی والی تمام تدبیریں بے کار ثابت ہو رہی ہیں، اسلامی ہدایات پر عمل کر کے ہی اس لعنت سے چھٹکارا پایا جاسکتا ہے، مسلمانوں کو یہ بات قولاً وعملاً دوسروں کو بتانا چاہیے۔

حدیث نمبر: ۱۷

بچیوں کی تربیت

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ:

دَخَلَتْ عَلَيَّ اِمْرَأَةٌ وَمَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا تَسْأَلُ، فَلَمْ تَجِدْ

عِنْدِيْ شَيْئاً غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ، فَاَعْطَيْتُهَا اِيَّاهَا، فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا، وَلَمْ تَاْكُلْ مِنْهَا، ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْنَا، فَاَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: "مَنْ اُبْتُلِيَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ فَاَحْسَنَ اِلَيْهِنَّ، كُنَّ لَهُ سِتْراً مِنَ النَّارِ". (بخاری: ۱۳۲۹، مسلم: ۴۷۶۳)

﴿ترجمہ﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک عورت اپنی دو بچیوں کو لے کر میرے یہاں آئی، وہ بھیک مانگ رہی تھی، اس نے میرے یہاں کچھ نہیں پایا سوائے ایک کھجور کے جو میں نے اس کو دیا، اس نے کھجور کے دو ٹکڑے کر کے دونوں بچیوں کو دے دیا اور خود اس میں سے کچھ نہیں کھایا، پھر اٹھی اور چلی گئی، اس کے بعد نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو میں نے ان کو یہ بات بتلائی، اس پر آپ نے فرمایا:

جس کو ان بچیوں کے ذریعے آزمایا جائے پس وہ ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے تو وہ بچیاں اس کے لیے جہنم کی آگ سے پردہ اور روک بن جائیں گی۔

﴿توضیح﴾

بچیوں کی تربیت پر خصوصی توجہ مبذول کرانے کے لیے ان کی تربیت پر بھاری اجر و ثواب کی خوشخبری دی گئی ہے اور اسے جہنم کی آگ سے چھٹکارے کا ذریعہ بتلایا گیا ہے، حدیث نمبر (۱۶) میں بچیوں کو زندہ در گور کرنے کی حرمت بیان کی جا چکی ہے، ان کو زندہ رہنے کا حق دینے کے بعد اس حدیث میں ان کی اچھے ڈھنگ سے پرورش کی ترغیب دی گی ہے، بچوں کے مقابلے میں بچیوں پر توجہ کم ہوتی ہے اور بسا اوقات انسان ان کے وجود کو بوجھ تصور کرتا ہے، اس لیے اس حدیث میں ان کے

وجود کو ابتلا اور آزمائش کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے، گویا اللہ تعالیٰ بندے کا امتحان لیتا ہے کہ دیکھیں وہ اس کمزور صنف کے ساتھ کیسا برتاؤ کرتا ہے۔

حقوق نسواں کا ڈھنڈھورا پیٹنے والوں اور اس تعلق سے اسلام کو نشانہ بنانے والوں کو ان تعلیمات پر غور کرنا چاہیے اور اس روشنی میں اپنے موقف کو درست کر لینا چاہیے۔

حدیث نمبر: ۱۸

یتیم بچوں کی کفالت اور تربیت

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :

" كَافِلُ الْيَتِيْمِ لَهُ اَوْ لِغَيْرِهِ اَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ فِيْ الْجَنَّةِ، وَاَشَارَ الرَّاوِيْ - وَهُوَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ - بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى". (رواہ مسلم: ٥٢٩٦)

﴿ترجمہ﴾

یتیم کی کفالت کرنے والا، وہ یتیم چاہے اس کا قریبی ہو یا غیر، میں اور وہ ان دو انگلیوں کی طرح جنت میں ہوں گے، حدیث کے راوی حضرت مالک بن انس نے (دو انگلیوں کی وضاحت کرتے ہوئے) شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کے ساتھ اشارہ کیا۔

﴿توضیح﴾

یتیم اس بچے یا بچی کو کہتے ہیں جس کے سر سے اس کے والد کا سایہ اٹھ گیا ہو، باپ ہی اپنی بیوی بچوں اور دیگر متعلقین کی کفالت کرتا ہے اس لیے اس کے گزر

جانے کے بعد عورت بیوہ اور بچے یتیم اور بے سہارا ہو جاتے ہیں۔ شریعت اسلامیہ نے عام بچوں کے حقوق کی نشاندہی کے ساتھ ہی یتیم بچوں کی کفالت و تربیت کی طرف تاکیدی طور پر توجہ دلائی ہے، اور اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے یتیموں کی خبر گیری کرنے والوں کو یہ عظیم خوشخبری سنائی ہے کہ وہ لوگ جنت میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اور قریب رہیں گے۔

حدیث مذکور میں ,,له أو لغيره،، کے ذریعہ یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ یتیم چاہے اپنے گھر گھرانے کا ہو جیسے پوتا، بھتیجہ، بھائی وغیرہ یا اجنبی ہو جس سے اس کا کوئی تعلق یا رشتہ نہ ہو، ان دونوں قسموں میں سے کسی بھی قسم کے یتیم کی آدمی دیکھ ریکھ کرے اس کی ضروریات پوری کرے وہ اس ثواب کا مستحق ہوگا۔

آدمی جس طرح اپنے بچوں کا خیال رکھتا ہے اسی طرح معاشرے کے یتیموں کا بھی خیال رکھے، ان کی بے چارگی اور کسمپرسی کو مدنظر رکھے تو یہ بچے ضائع ہونے سے بچ جائیں۔ اسلام کی اس بے مثال تعلیم و ترغیب پر مسلمان سنجیدگی سے عمل کریں تو بے شمار بے سہارا مسلم بچے عیسائی مشنریوں اور دیگر غیر مسلم اداروں میں جا کر اسلام سے دور ہونے سے بچ جائیں۔

قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے یتیموں کا مال خرد برد کرنے والوں کو سخت وعید سنائی ہے اور لوگوں کی توجہ اس جانب مبذول کرائی ہے کہ انہیں یہ سوچنا چاہیے کہ اگر وہ اپنے پیچھے چھوٹے چھوٹے بچوں کو چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہو جائیں تو ان بچوں کے ساتھ کیسا معاملہ کیا جانا وہ پسند کریں گے۔

(ملاحظہ ہو سورہ نساء، آیت نمبر: ۹۔۱۰)

حدیث نمبر: ۱۹

اللہ اور تقدیر پر پختہ ایمان کی تربیت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ كُنتُ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ يَوماً فَقَالَ لِیْ يَا غُلَامُ! اِنِّي اُعَلِّمُکَ كَلِمَاتٍ:

"اِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْکَ، اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَکَ، اِذَا سَاَلْتَ فَاسْاَلِ اللّٰهَ، وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ، وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّةَ لَوِاجْتَمَعَتْ عَلَى اَنْ يَنْفَعُوْکَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوْکَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَکَ، وَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى اَنْ يَضُرُّوْکَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوْکَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْکَ، رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ".

(ترمذی: ۲٤٤۰، احمد: ۲۵۳۷– صحیح الجامع: ۷۹۵۷)

﴿ترجمہ﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میں ایک دن (سواری پر) نبی ﷺ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا، آپ نے مجھ سے فرمایا:

اے لڑکے! میں تمہیں چند اہم باتیں بتلاتا ہوں (تو انہیں یاد رکھ)

تو اللہ (کے احکام) کی حفاظت کر، اللہ تیری حفاظت فرمائے گا، تو اللہ (کے حقوق) کا خیال رکھ تو اللہ کو اپنے سامنے پائے گا (یعنی اس کی حفاظت اور مدد سے سرفراز ہوگا) جب تو کچھ طلب کر تو صرف اللہ سے مدد مانگ، اور یہ جان لے کہ اگر ساری امت جمع ہو کر تجھے کچھ فائدہ پہنچانا چاہے تو وہ تجھے اس سے زیادہ کچھ فائدہ نہیں

پہنچا سکتی جو اللہ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے، اور اگر ساری امت تجھے نقصان پہنچانے پر لگ جائے تو اس سے زیادہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے۔ قلم اٹھائے جا چکے (یعنی لکھ کر فارغ ہو گئے) اور صحیفے (تقدیر کے نوشتے) خشک ہو چکے ہیں۔

توضیح

بچپن ہی سے بچوں کو توحید کا درس دینا، احکام الٰہی کی پابندی اور اس کے صلہ میں اللہ کی نصرت وتائید کے حصول کی بات بچوں کے ذہن میں بیٹھانا، تقدیر پر پختہ ایمان کی تربیت دینا، بچوں کی تعلیم وتربیت کے لیے سواری جیسی جگہ کو بھی غنیمت جاننا اس حدیث کی واضح دلالتیں ہیں۔

بدعقیدگی، توہم پرستی، مخلوق سے نفع وضرر کی توقع یا خوف یہ عام بیماریاں ہیں جو اسلام کے اصول ومبادیات سے ناواقفیت کا نتیجہ ہیں، ہر مربی کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کو صحیح عقیدہ کا حامل اور پکا وسچا موحد بنانے کی کوشش کرے اور اس کا معقول انتظام کرے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے گا اور اپنی اولاد کو صحیح عقیدہ سے آراستہ کرنے کی تدابیر نہ اختیار کرے گا تو ان کی دنیا وآخرت دونوں کو برباد کرنے کا ذمہ دار مانا جائے گا۔

حدیث نمبر: ۲۰

آداب بول وبراز وطہارت کی تربیت

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

”اِنَّمَا اَنَا لَكُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهِ، اُعَلِّمُكُمْ: اِذَا اَتَيْتُمْ

الغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوْا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا". وَاَمَرَ بِثَلَاثَةِ اَحْجَارٍ، وَنَهٰى عَنِ الرَّوْثِ وَالرِّمَّةِ، وَنَهٰى اَنْ يَسْتَطِيْبَ الرَّجُلُ بِيَمِيْنِهِ.

(ابو داود–صحیح الجامع الصغیر: ٢٣٤٦)

﴿ترجمہ﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے لیے ویسا ہی ہوں جیسا باپ اپنی اولاد کے لیے ہوتا ہے، میں تمہیں تعلیم دیتا ہوں: جب تم قضائے حاجت کے لیے جاؤ تو نہ قبلہ کی طرف رخ کرو نہ پیٹھ۔ آپ نے تین پتھر استعمال کرنے کا حکم دیا، اور گوبر اور ہڈی کے استعمال سے منع فرمایا، اور اس بات سے بھی منع فرمایا کہ آدمی صفائی (استنجاء وغیرہ) میں اپنے داہنے ہاتھ کو استعمال کرے۔

﴿توضیح﴾

اس حدیث کے ابتدائی جملے میں اور اس مفہوم کی دیگر حدیثوں میں کہا گیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنی امت کے معلم و مربی ہیں، اور اس تعلق سے ان کی حیثیت و ذمہ داری وہی ہے جو باپ کی اپنے بچوں کے تعلق سے ہوا کرتی ہے۔ یعنی ان کو تعلیم دینا اور تربیت سے آراستہ کرنا۔ اس حدیث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ بچوں کی نگرانی اور تربیت کوئی اختیاری عمل نہیں ہے کہ چاہیں تو کریں چاہیں تو نہ کریں، بلکہ والدین کے اوپر اولاد کی تعلیم و تربیت کا عمل ویسے ہی فرض ہے جیسے اپنے امتیوں کی تعلیم و تربیت کا کام رسول کے اہم واجبات میں سے ہے۔

اس حدیث میں اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ آداب نفس اور احکام اسلام کی تعلیم میں شرم و حیا کو رکاوٹ نہیں بننے دیا جائے گا، بلکہ متعلقہ احکام و آداب

پوری صراحت اور وضاحت کے ساتھ بیان کیے جائیں گے جس طرح اس حدیث میں بیان کیے گئے ہیں۔

پیشاب یا پاخانہ سے متعلق اس حدیث میں چند احکام بیان کیے گئے ہیں، یہ احکام معلم انسانیت و مربی امت نے اپنے متبعین کو اپنی اولاد کے زمرے میں رکھ کر بیان فرمائے ہیں، اب ہر حقیقی و مجازی باپ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے جگر گوشوں اور اپنے ماتحتوں کو ان احکام کی تعلیم دے، اور ایسا ہرگز نہ ہو کہ شرم وحیا کی وجہ سے یہ یا اس جیسے دیگر شرعی احکام و آداب کی تعلیم سے رک جائے۔

اس حدیث میں ذکر کیے گئے احکام کی بہت سی مصلحتیں اور حکمتیں بیان کی گئی ہیں جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں، یہ احکام اسلامی شعائر کی تعظیم، اور طہارت و نظافت کے سلسلے میں اسلام کے موقف کی وضاحت بھی کرتے ہیں۔

حدیث نمبر:۲۱

نماز کی تربیت

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

"مُرُوْا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِيْنَ، وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ، وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ".

(ابوداود:٤١٨، احمد: ٦٤٠٢ ـ صحيح الجامع:٥٨٦٨)

❁ترجمہ❁

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز کا حکم دو، اور جب وہ دس برس کی عمر کو پہنچ جائیں (اور نماز میں سستی کریں) تو اس پر انہیں ضرب لگاؤ، اور ان کو جدا جدا بستروں پر سلاؤ۔

❁توضیح❁

بچوں کی عملی تربیت کے تعلق سے اس حدیث میں دو باتوں کی تاکید کی گئی ہے، ایک یہ کہ بچے کو چھوٹے سے ہی نماز کی عادت ڈالی جائے تا کہ باشعور اور بالغ ہونے پر اس فریضہ کو کما حقہ ادا کرنے کا اہل رہے، چونکہ نماز اسلام کا اہم بنیادی رکن ہے، اس کے سلسلے میں کسی بھی قسم کی سستی یا کوتاہی نا قابل قبول ہے، نماز ترک کرنے والوں یا اس میں سستی کرنے والوں کے لیے بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں، اس لیے بچوں کو اس کا عادی بنانا چاہیے، اس میں اگر ان کی جانب سے سستی کا مظاہرہ ہو تو ہلکی پھلکی سزا بھی دینے کی بات کہی گئی ہے، تا کہ اس تربیت میں کسی طرح کی کمی نہ رہ جائے۔

دوسری بات یہ کہی گئی ہے کہ دس سال کے بچوں کا بستر الگ الگ ہو جانا چاہیے، دس سال کی عمر میں اگر چہ بچے عام طور سے بالغ نہیں ہوتے مگر ان کے اندر کچھ نہ کچھ تمیز اور شعور ضرور پیدا ہو جاتا ہے، اس لیے پیش بندی کے طور پر یہ قدم اٹھانے کے لیے کہا گیا ہے، اسلام بچوں کی تربیت کے سلسلے میں کتنی دور اندیشی کا مظاہرہ کرتا ہے اس کا اندازہ اس حدیث سے لگایا جا سکتا ہے۔

واضح رہے کہ ان دونوں معاملوں (نماز اور بستروں کی علاحدگی) میں بچوں اور بچیوں دونوں کے لیے یکساں حکم ہے، بچیوں کے تعلق سے ان چیزوں پر کم توجہ دی جاتی ہے، بالخصوص نماز کے معاملے میں، مگر ایسا نہیں ہونا چاہیے، اسی طرح بچوں کو دوسرے دینی واخلاقی احکام وآداب بچپن ہی سے سکھاتے رہنا چاہیے تا کہ بڑے ہونے پر ان پر عمل کرنا ان کے لیے آسان ہو اور کسی مشقت سے دوچار نہ ہوں۔

حدیث نمبر:۲۲

روزہ کی تربیت

عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: اَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَبِيْحَةَ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ اِلٰى قُرَى الْاَنْصَارِ:

"مَنْ كَانَ اَصْبَحَ صَائِمًا فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ، وَمَنْ كَانَ اَصْبَحَ مُفْطِرًا فَلْيَصُمْ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ، فَكُنَّا نَصُوْمُهُ بَعْدَ ذٰلِکَ وَنُصَوِّمُ صِبْيَانَنَا الصِّغَارَ مِنْهُمْ، وَنَذْهَبُ اِلَى الْمَسْجِدِ فَنَجْعَلُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ، فَاِذَا بَكٰى اَحَدُهُمْ مِنَ الطَّعَامِ اَعْطَيْنَاهُ اِيَّاهُ حَتّٰى يَكُوْنَ عِنْدَ الْاِفْطَارِ.

(بخاری: ۱۸۲٤، مسلم: ۱۹۱۹)

﴿ترجمہ﴾

ربیع بنت معوذ کا بیان ہے کہ عاشوراء کی صبح رسول اللہ ﷺ نے انصار کی بستیوں میں یہ پیغام بھیجا کہ جس نے روزے کی حالت میں صبح کی وہ اپنا روزہ پورا کرے اور جو بغیر روزے کے ہو وہ دن کے بقیہ حصے میں روزہ رکھے، اس کے بعد ہم یہ روزہ رکھتے تھے اور اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی رکھواتے تھے اور (ان کو لے کر) مسجد جاتے اور ان کے لیے اون سے بنے کھلونے رکھے رہتے، جب کوئی بچہ بھوک کی وجہ سے روتا اور کھانا مانگتا تو وہی کھلونے دے کر اس کو بہلاتے یہاں تک کہ افطار کا وقت ہو جاتا۔

﴿توضیح﴾

نماز اور دیگر فرائض کی طرح روزہ بھی بلوغت کے بعد فرض ہوتا ہے، مگر

بچپن ہی سے بچوں کو اس کی عادت ڈالنی چاہیے اور روزہ رکھنے کی عملی مشق کرانی چاہیے، اگر بچہ کو اس سے کوئی خاص ضرر نہ لاحق ہو تو وقتاً فوقتاً یہ مشق ضروری ہے۔ صحابہ کرام اپنے بچوں کی تربیت کتنے حکیمانہ طریقے سے کرتے تھے کہ جب بھوک کی شدت سے وہ رونے لگتے تو ان کو کھلونوں سے بہلاتے تھے اور اسی میں مشغول کر دیتے تا آنکہ افطار کا وقت آجاتا۔

ایک بار رمضان کے مہینہ میں خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شرابی لایا گیا، حضرت عمر نے اس سے کہا کہ تیرے لیے بربادی ہو، ہمارے بچے روزے سے ہیں اور تم ہو کہ ایسی حرکت کر رہے ہو۔ (بخاری تعليقا)

بچوں کی تربیت کے یہ مواقع اور اسالیب ہیں جنہیں ایک مربی کو اپنانا چاہیے تا کہ وہ اچھے اور نیک کاموں کے عادی بنیں اور بلا کسی تکلف کے ان کو انجام دیں۔

صحابہ کرام کا یہ طرز عمل بتاتا ہے کہ اپنے بچوں کی تربیت کے تعلق سے وہ کس قدر حساس تھے اور یہ بھی کہ اس تربیت کے دوران پیش آنے والی مشکلات کو وہ کس حکمت سے حل کرتے تھے، تربیت کا یہ مؤثر طریقہ تمام سرپرستوں کو دعوت فکر و عمل دے رہا ہے، لہٰذا کسی بھی صورت میں اس کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔

حدیث نمبر: ۲۳

کھانے پینے کے آداب کی تربیت

عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

كُنْتُ غُلَاماً فِیْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ يَدِیْ تَطِيْشُ فِی الصَّحْفَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

يَاغُلَامُ! "سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِينِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ"
فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طِعْمَتِي بَعْدُ.

(بخاری: ٤٩٥٧، مسلم: ٣٧٦٧)

﴿ترجمہ﴾

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے زیر پرورش بچہ تھا اور میرا ہاتھ (کھانا کھاتے وقت) پیالے میں گھومتا رہتا تھا، تو اللہ کے رسول ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے لڑکے! اللہ کا نام لو (بسم اللہ پڑھو) دائیں ہاتھ سے کھانا کھاؤ، اور اپنے سامنے سے کھاؤ، پس اس کے بعد میرے کھانے کا طریقہ یہی رہا۔

﴿توضیح﴾

کھانے پینے کے آداب کسی بھی مہذب سماج کے لیے کافی اہمیت رکھتے ہیں، دیگر آداب کی طرح کھانے پینے کے آداب بھی بچوں کو سکھانا چاہیے، اس حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے زیر تربیت بچے کو اس طرح کے چند اہم آداب سکھائے ہیں، دیگر بچوں کی طرح اس بچہ کا بھی ہاتھ دستر خوان پر ادھر ادھر چلا جاتا تھا، اللہ کے رسول ﷺ نے اس موقع پر اسے صرف تنبیہ کرنے پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ ساتھ میں کچھ دوسرے آداب بھی بتائے۔

سب سے پہلا ادب یہ بتلایا کہ کھانے کے شروع میں "بسم اللہ" پڑھی جائے، دوسرا ادب یہ کہ کھانا داہنے ہاتھ سے کھایا جائے، اور تیسرا یہ کہ برتن سے جب کھانا کھایا جائے تو پورے برتن میں ہاتھ بار بار ادھر ادھر نہ لے جایا جائے، بلکہ اپنے سامنے سے کھایا جائے۔

اللہ کے رسول کی یہ تربیت اور تلقین کھانا کھانے کے تعلق سے تھی، مگر

دوسرے کاموں میں بھی بچوں کو اس طرح کی تلقین کرتے رہنا چاہیے، جن کاموں کے شروع میں "بسم اللہ" پڑھنا چاہیے وہاں اس کی بار بار یاد دہانی کرائی جائے، کھانے کے علاوہ اس طرح کے دیگر کام داہنے ہاتھ سے کرنے کی بھی بچوں کو عادت ڈالنی چاہیے۔

یہ روایت اس بات کی بھی تعلیم دیتی ہے کہ بچے سے کسی نامناسب کام کا صدور ہو یا اس کا کوئی بے ڈھنگا پن سامنے آئے تو اس کو جھڑکنے اور دوسروں کے سامنے سخت سست کہنے کے بجائے پیار و محبت سے اسے سمجھایا جائے، نیز کسی ایک چیز پر تنبیہ کرتے وقت اس سے متعلق ایک دو چھوٹی موٹی باتیں اور بتا دی جائیں جو اس کے کام آئیں۔

حدیث نمبر: ۲۴

حرام سے اجتناب کی تربیت

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :

"اَخَذَ الحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ ، فَجَعَلَهَا فِيْ فِيْهِ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: كَخْ كَخْ ، اِرْمِ بِهَا ، اَمَا عَلِمْتَ اَنَّا لَا نَاْ كُلُ الصَّدَقَةَ؟".

(بخاری: ۱۳۹۶، مسلم: ۱۷۷۸)

﴿ترجمہ﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حسن بن علی (نواسۂ رسول) نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور لے کر اپنے منہ میں ڈال لی، تو رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا: ہیں، ہیں۔ اسے پھینک دو، کیا تمہیں نہیں معلوم کہ ہم (آل نبی) صدقے کی چیز نہیں کھاتے؟

﴿توضیح﴾

بچوں کو نماز، روزہ اور آداب حسنہ کی تعلیم وتربیت کے ساتھ ہی یہ ضروری ہے کہ نامناسب اور ناجائز کاموں سے اجتناب کی بھی انھیں تلقین کی جاتی رہے، بلوغت سے پہلے بچے اگر چہ شرعی احکام کے مکلّف نہیں ہوتے، مگر جس طرح مستقبل کو مدنظر رکھتے ہوئے انہیں نماز اور روزہ وغیرہ کی مشق کرائی جاتی ہے اسی طرح بچپن ہی سے انہیں حرام وحلال کی تمیز بھی سکھانی ضروری ہے۔

یہ بات معلوم ہے کہ نبی ﷺ اور آپ کی آل کے لیے صدقہ حلال نہیں، آپ کے نواسے حضرت حسن پر بھی یہی حکم نافذ ہوتا ہے، لیکن بلوغت کے بعد ہی یہ اس کے مکلّف ہوتے، البتہ تربیتی لحاظ سے ضروری تھا کہ بچپن ہی سے انہیں اس کا عادی بنایا جائے اور ان کے ذہن میں اس کی حرمت وقباحت کی بات راسخ کر دی جائے۔

افسوس کہ بہت سارے لوگوں کو جب ان کے بچوں کی کسی غلط حرکت یا نامناسب عادت کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے تو فورا یہ جواب دیتے ہیں کہ ابھی بچہ ہے بڑا ہوگا تو چھوڑ دے گا، وغیرہ وغیرہ، مگر یہ حدیث ہمیں یہ بتلاتی ہے کہ ابتدا ہی سے تنبیہ کا کام جاری رہنا چاہیے، کیوں کہ کسی چیز کا عادی بن جانے کے بعد اس کو چھوڑنا بہت دشوار ہو کرتا ہے۔

حدیث نمبر: ۲۵

خلاف شرع قول وفعل پر تنبیہ

عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ :

جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَدَخَلَ حِيْنَ بُنِيَ عَلَيَّ، فَجَلَسَ عَلىٰ فِرَاشِيْ كَمَجْلِسِکَ مِنِّيْ، فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَّاتٌ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالدُّفِ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِيْ يَوْمَ بَدْرٍ، اِذْ قَالَتْ اِحْدَاهُنَّ: وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ، فَقَالَ: " دَعِيْ هٰذِهِ وَقُوْلِيْ بِالَّذِيْ كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ".

(بخاری: ٤٧٥٠)

﴿ترجمہ﴾

حضرت ربیع بنت معوذ فرماتی ہیں کہ میری شادی کے موقع پر نبی ﷺ تشریف لائے اور (اے مخاطب) تمہاری ہی طرح میرے بستر پر بیٹھے، ہمارے گھر کی کچھ بچیاں دف بجانے لگیں اور ہمارے خاندان کے شہداء بدر کی تعریف میں اشعار پڑھنے لگیں، اس موقع پر ایک بچی نے یہ مصرع گایا ''ہم میں ایک ایسے نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں'' یہ سن کر اللہ کے رسول نے فرمایا: یہ چھوڑ دو، اور جو تم گا رہی تھی وہی گاؤ۔

﴿توضیح﴾

بچوں کے ساتھ خوشی کے مواقع پر شریک ہونا اور ان کے خوشی منانے کے طریقوں کو دیکھنا اور سننا ان کے ساتھ شفقت ومحبت ہی کی علامت ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت ربیع بنت معوذ کی شادی کے موقع پر ان کے گھر جا کر اس خوشی

میں شرکت فرمائی اور بچیوں کے گیت سنے، اور جب اس گیت میں ایک خلاف شروع بات آئی تو آپ خاموش نہیں رہے بلکہ اس پر ٹوکا اور ایسا کہنے سے منع فرمایا، متعدد قرآنی آیات اور احادیث نبویہ سے ثابت ہے کہ غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے لیے مختص ہے، ان بچیوں نے بھی جب نبی ﷺ کی طرف علم غیب کی نسبت کی تو اللہ کے رسول نے نرمی سے اس پر تنبیہ فرمائی، البتہ کلی طور پر گیت گانے سے نہیں روکا بلکہ صرف یہ جملہ نہ کہنے کا حکم دیا۔

بچوں سے جہاں بھی اس قسم کی عقیدہ وعمل کی کسی غلطی کا صدور ہو، مربی کو انہیں نرمی سے سمجھانا چاہیے، اگر ایسا نہ کیا گیا تو غلط باتوں کی قباحت وشناعت سے وہ آشنا نہیں ہو پائیں گے، اور غلط کو بھی صحیح سمجھتے رہیں گے، بعد میں جب غلط باتیں ان کے دل ودماغ میں اچھی طرح بیٹھ جائیں گی اس کے بعد ان کی اصلاح کی کوشش ہوگی تو اس وقت اصلاح کے کام میں بڑی دقت پیش آئے گی، اس کے برعکس اگر بچپن ہی سے اصلاح وتصحیح کا عمل جاری رہا تو اس کے اچھے نتائج سامنے آئیں گے۔

حدیث نمبر: ۲۶

آؤ یہ لو!

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

دَعَتْنِيْ اُمِّيْ يَوْماً وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَاعِدٌ فِيْ بَيْتِنَا، فَقَالَتْ: هَا تَعَالَ اُعْطِيْكَ، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: وَمَا اَرَدْتِ اَنْ تُعْطِيْهِ؟ قَالَتْ: أُعْطِيْهِ تَمْراً، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ اَمَا اِنَّكِ لَوْ لَمْ تُعْطِيْهِ شَيْئاً كُتِبَتْ

عَلَيْكِ كِذْبَةٌ.

(صحيح سنن ابي داود:٤١٧٦، مسند احمد:١٥٤٧١)

﴿ترجمہ﴾

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے اسی حالت میں میری ماں نے مجھ کو بلایا اور کہا کہ یہ لو، میں تم کو (کچھ) دے رہی ہوں، رسول اللہ ﷺ نے میری والدہ سے پوچھا کہ اس کو کیا دینا چاہتی ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں اسے کھجور دوں گی، اللہ کے رسول ﷺ نے ان سے فرمایا: سنو اگر تم اسے کچھ نہ دیتی تو تیرے اوپر ایک جھوٹ لکھا جاتا۔

﴿توضیح﴾

بچوں کو بہلانے پھسلانے کے لیے خلاف واقع بات کا سہارا لینا عام بات ہے، چونکہ بچوں کے ساتھ یہ معاملہ ہوتا ہے اس لیے شاید لوگ اس کو جھوٹ میں شمار نہیں کرتے، جب کہ یہ عام جھوٹ سے زیادہ سنگین جرم ہے، اس لیے کہ جھوٹ ہونے کے ساتھ بچے کو جھوٹ کا عادی بنانے کا جرم بھی اس میں شامل ہے، جو تربیتی نقطہ نظر سے بہت بڑا جرم ہے۔

اکثر یہ بات مشاہدے میں آتی ہے کہ بچوں کو اپنی جانب متوجہ کرنے یا ان کو اپنے پاس بلانے کے لیے یا کہیں جانے سے روکنے کے لیے ٹافی، پیسے یا کھلونے وغیرہ کی لالچ دیتے ہیں اور جب بچہ اس کے مطابق کام کر لیتا ہے تو اس کو کچھ نہیں دیتے، بلکہ ہنسی میں ٹال دیتے ہیں، اس سے اولاً تو بچے کی نفسیات پر برا اثر پڑتا ہے اور وہ احساس محرومی سے دوچار ہوتا ہے۔ ثانیاً اس طرح کے معاملات سے اس کو بھی جھوٹ بولنے کی ترغیب ہوتی ہے اور وہ بھی دوسروں سے اسی طرح جھوٹ کے سہارے کام چلاتا ہے۔

اس حدیث کے ذریعہ اللہ کے رسول ﷺ نے واضح کر دیا کہ اس طرح کے تمام کام جھوٹ میں شمار ہوتے ہیں اور ان کے کرنے والے کو اس کی سزا بھگتنا پڑ سکتا ہے۔ بچوں کو خوش کرنے یا ان کو ڈرانے کے لیے اس طرح کی بات کہنا کہ دیکھو بلی آ رہی ہے، کتا جا رہا ہے وغیرہ وغیرہ، جب کہ وہاں ایسا کچھ نہ ہو، اس کے بھی جھوٹ اور نا جائز ہونے میں کوئی شبہہ نہیں ہے، اس طرح کی تمام حرکتوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔

حدیث نمبر: ۲۷

جھوٹ سے اجتناب کی تربیت

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا :

اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ اِذَا اطَّلَعَ عَلٰی اَحَدٍ مِنْ اَهْلِ بَیْتِهٖ كَذَبَ كَذْبَةً، لَمْ یَزَلْ مُعْرِضاً عَنْهُ حَتّٰی یُحْدِثَ تَوْبَةً .

(احمد، حاکم- صحیح الجامع : ٤٦٧٥)

﴿ترجمہ﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کو اپنے گھر والوں میں سے کسی کے بارے میں پتہ چلتا کہ وہ جھوٹ بولا ہے تو آپ اس وقت تک اس سے منہ پھیر لیتے جب تک وہ توبہ نہ کر لے۔

﴿توضیح﴾

تربیت کے تعلق سے والدین اور سرپرستوں کو ہمیشہ چوکنا رہنا چاہیے، اپنے ماتحتوں، چاہے وہ چھوٹے ہوں یا بڑے، کے اندر کسی غلط حرکت یا خراب عادت پر نظر

پڑتے ہی اس کی روک تھام کے لیے قدم اٹھانا چاہیے۔

کسی بھی غلط اور نامناسب فعل پر تنبیہ اور زجر و توبیخ کے مختلف انداز اپنائے جاسکتے ہیں، ان ہی میں سے ایک اعراض اور بائیکاٹ کا انداز بھی ہے، بچوں پر خاص طور سے ماں باپ کا اعراض بہت شاق گزرتا ہے، اس لیے تربیت کے وسائل و اسالیب میں اس کو آزمانا چاہیے، جیسا کہ اس حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے۔

بعض والدین یا گھر کے دوسرے افراد بچوں سے ایسی باتیں کہلواتے ہیں جن سے بچے جھوٹ بولنا سیکھتے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ایسا کرنے میں کوئی خرابی نہیں تب تو بڑے لوگ ان سے ایسا کرنے اور کہنے کا حکم دیتے ہیں، بڑے لوگ اس عمل کے تربیتی پہلو سے غفلت کی وجہ سے اس کی خطرناکی کا احساس نہیں کر پاتے، اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بچے بلا جھجک جھوٹ بولنے لگتے ہیں۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تادیب و تنبیہ کے لیے مارنا پیٹنا یا سخت سست کہنا ضروری نہیں، بلکہ دوسرے آسان اور مؤثر طریقے بھی ہیں جن کو اپنا کر اصلاح کا کام لیا جاسکتا ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تادیب کے لیے ہمیشہ سختی کا اسلوب اختیار کرنے اور مار پیٹ کا سہارا لینے سے بچوں کی اصلاح کے بجائے ان کے اندر بگاڑ پیدا ہونے کا امکان بڑھ جاتا ہے، اور ایک وقت آتا ہے کہ ایسے بچوں پر مار اور دوسری سختیوں کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔

حدیث نمبر: ۲۸

گالی گلوچ سے اجتناب کی تربیت

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

ﷺ قَالَ:

" مِنَ الكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ ، قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ ، يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهُ فَيَسُبُّ اُمَّهُ".

(بخاری:٥٥١٦، مسلم:١٣٠)

﴿ترجمه﴾

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کبیرہ گناہوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے والدین کو گالی دے، صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول، کیا آدمی اپنے ماں باپ کو بھی گالی دیتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، آدمی کسی دوسرے کے باپ کو جب گالی دیتا ہے تو وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے، اسی طرح اس کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ بھی اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔

﴿توضیح﴾

گالی گلوچ کی عادت چاہے بچوں میں ہو یا بڑوں میں بہت ہی بری عادت ہے اور اس سے مختلف برائیاں جنم لیتی ہیں، اس لیے ایک مربی کے لیے ضروری ہے کہ خود بھی اس سے بچے اور اپنے ماتحتوں کو بھی اس سے محفوظ رکھنے کی تدابیر اختیار کرے۔

جس کو گالی دی جائے گی وہ مشتعل ہو کر گالی کا جواب دے گا، اگر اس کے والدین کو گالی دی گئی ہے تو وہ بھی جواب میں گالی دینے والے کے والدین کو گالی دے گا، بلکہ اس بھی بڑھ کر اور لوگوں کو گالی دے سکتا ہے، اس طرح گویا یہ آدمی جس نے گالی گلوچ کی شروعات کی وہ خود اپنے والدین کو گالی دینے کا سبب بنا۔ اس لیے حدیث میں کہا گیا کہ اس طرح آدمی نے خود اپنے والدین کو گالی دی، جو حد درجہ قبیح

عمل ہے اور کوئی شخص اس کو اپنے لیے پسند نہیں کرے گا۔

عام طور سے دیکھا جاتا ہے کہ بچے اپنے ہم جولیوں اور اپنے بڑوں سے گالی دینا سیکھتے ہیں، بعض بچے اس کے اس قدر عادی ہوتے ہیں کہ ان کی شاید ہی کوئی بات ایسی ہو جس میں گالی کی آمیزش نہ ہو، اس لیے ایک مربی کی یہ ذمہ داری ہے کہ اس عادت سیئہ کی خطرناکی کو محسوس کرے اور اپنے بچوں کی زبان محفوظ رکھنے کے لیے اپنے کو ہمیشہ بیدار رکھے، اس طرح نہ صرف یہ کہ وہ اپنے بچوں کو اس بری عادت سے باز رکھے گا بلکہ خود بھی گالیوں سے محفوظ رہے گا۔ اس حدیث میں اللہ کے رسول نے اس برائی کی قباحت کو واضح کرنے کے لیے کتنا حکیمانہ اسلوب اختیار کیا ہے اس پر بھی غور کرنا چاہیے۔

حدیث نمبر: ۲۹

بچوں سے سلام

عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

اَنَّهُ مَرَّ عَلٰی صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَفْعَلُهُ. (بخاری: ۵۷۷۸، مسلم: ۴۰۳۱)

﴿ترجمہ﴾

ثابت بنانی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ وہ بچوں کے پاس سے گزرے تو انہوں نے بچوں کو سلام کیا، اور کہا کہ نبی اکرم ﷺ ایسا ہی کرتے تھے (یعنی بچوں کے پاس سے گزرتے تو انہیں سلام کرتے تھے۔)

﴿توضیح﴾

اسلامی آداب واحکام میں سلام کو بڑی اہمیت حاصل ہے، سلام کو عام کرنے اور پھیلانے کا تاکیدی حکم ہے اور اس پر بڑے اجر وثواب کی خوشخبری دی گئی ہے۔

بچوں کو ابتدا ہی سے یہ ادب سکھلانے کے لیے مربی کو کمر بستہ رہنا چاہیے، اور اس کا بہترین اور آسان طریقہ یہ ہے کہ خود بچوں سے سلام کرنے کا اہتمام کیا جائے، نبی اکرم ﷺ کا یہی معمول تھا، وہ بچوں کے پاس سے گزرتے تو ان کو سلام کرتے، آپ کی اتباع میں حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کرتے۔

تربیت کا یہی بہترین اسلوب ہے کہ خود عمل کے ذریعہ بچوں کو کسی کام کا عادی بنایا جائے، زبانی طور پر کہنا اور تلقین کرنا بھی ضروری ہے مگر اس کا اثر عملی نمونہ کے اثر سے بہت کم ہوتا ہے، بچہ والدین کو دیکھتا ہے کہ وہ کسی سے بھی ملتے وقت سلام نہیں کرتے، یا خود ان بچوں سے سلام نہیں کرتے تو اس کو دوسروں سے سلام کرنے کا حوصلہ نہیں ملے گا، اس کے برعکس اگر وہ بار بار دیکھتا ہے کہ والدین اور بڑے لوگ ایک دوسرے سے سلام کرتے ہیں اور خود ان بچوں سے بھی کرتے ہیں تو وہ بھی اس عادت حسنہ کو اپنائے گا، کیوں کہ بچوں میں تقلید اور نقالی کا عنصر زیادہ ہوتا ہے، اچھا کام ہو یا غلط وہ اپنے بڑوں کو کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو اسے کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

بچوں کے ساتھ بچیوں اور عورتوں میں بھی اس طریقہ تربیت کو فروغ دینے کی ضرورت ہے، تاکہ ان کے اخلاق وعادات میں بھی نکھار پیدا ہو، اور ان کے درمیان بھی اس عمل کو فروغ دینے کی آسان شکل یہی ہے کہ ان کے سامنے اس کا عملی نمونہ پیش کیا جائے، اور صرف زبانی احکام کو کافی نہ مانا جائے۔

حدیث نمبر: ۳۰

بچوں کے درمیان انصاف

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ:

تَصَدَّقَ عَلَيَّ اَبِي بِبَعْضِ مَالِهِ، فَقَالَتْ اُمِّي (عَمْرَةُ بِنْتُ

رَوَاحَةَ): لَااَرْضٰى حَتّٰى تُشْهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَانْطَلَقَ اَبِيْ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ لِيُشْهِدَهُ عَلٰى صَدَقَتِيْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اَفَعَلْتَ هٰذَا بِوَلَدِكَ كُلِّهِمْ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: اِتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا بَيْنَ اَوْلَادِكُمْ".

(بخاری: ۲۳۹۸ ، مسلم: ۳۰۵۵)

﴿ترجمہ﴾

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میرے والد نے اپنے کچھ مال کا میرے اوپر صدقہ (عطیہ) کیا، میری ماں (عمرۃ بنت رواحہ) نے کہا کہ اس عطیہ پر میں اس وقت تک راضی نہیں ہو سکتی جب تک آپ اللہ کے رسول ﷺ کو اس پر گواہ نہ بنالیں، چنانچہ میرے والد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس عطیہ پر گواہ بنانے کے لیے آپ کے پاس گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ نے اپنے سب بچوں کو اسی طرح عطیہ دیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، اس پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو۔

﴿توضیح﴾

اس حدیث کے ذریعہ والدین کو اپنے بچوں کے درمیان انصاف کرنے اور ان سے یکساں معاملہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اولاد میں سے کسی ایک سے اگر والدین کو کسی وجہ سے زیادہ محبت ہو تو تحفہ وعطیہ اور انعام واکرام میں اس کا اثر نہیں ہونا چاہیے، بلکہ اس طرح کے معاملے میں سب کے ساتھ برابری کی جائے اور عدل و مساوات کے پہلو کو نظر انداز نہ کیا جائے۔

اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے اولاد کے درمیان نابرابری کا واقعہ پیش آیا اور آپ سے اس پر گواہ بننے کی درخواست کی گئی تو آپ نے اس پر سخت موقف اپنایا اور

اپنی ناراضگی کا اظہار کیا، بعض روایتوں میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ یہ ظلم ہے اور میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا، دوسری روایت میں ہے کہ میرے خلاف کسی اور کو گواہ بنالو، پھر فرمایا کہ کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ تمہارے سارے بچے تم سے یکساں طور پر اچھا برتاؤ کریں؟ انہوں نے جواب دیا کہ کیوں نہیں، آپ نے فرمایا: پھر ایسا کام نہ کرو یعنی صرف ایک بیٹے کو عطیہ نہ دو۔

تحفہ اور عطیہ وغیرہ میں اور اسی طرح دوسرے معاملات میں بچوں کے ساتھ جانبداری سے کام لیا جائے گا تو اس کا بچوں کی نفسیات پر خراب اثر پڑے گا اور بسا اوقات اس سے ان کے اندر والدین سے بغض وکراہت کا جذبہ پیدا ہوگا ساتھ ہی بھائیوں بہنوں میں آپس میں رقابت اور اختلاف وانتشار کو پھلنے پھولنے کا موقع ملے گا، جو ان کے مستقبل کے لئے کسی طرح مناسب نہیں۔

حدیث نمبر:۳۱

بچوں پر شفقت

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَيَعْرِفْ شَرَفَ كَبِيْرِنَا .

(ابو داؤد: ٤٢٩٢، ترمذی: ١٨٤٢، احمد: ٦٤٤٥ ـ صحیح الجامع: ٥٤٤٤)

ترجمہ

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس شخص کا تعلق ہم (مسلمانوں) سے نہیں جو ہمارے چھوٹے پر رحم نہیں کرتا اور ہمارے بڑے کے مقام ومرتبہ کو نہیں پہچانتا۔

توضیح

کسی بھی انسانی معاشرے میں مختلف عمروں اور مختلف مقام ومرتبہ کے لوگوں کے ایک دوسرے پر حقوق وآداب ہوتے ہیں جن کی بجا آوری سے معاشرے میں میل ومحبت کا ماحول قائم رہتا ہے اور وہ سنجیدہ اور لائق احترام معاشرہ مانا جاتا ہے، اسلام نے بھی ان حقوق وآداب کی نشاندہی کی ہے اور ان پر عمل کی ترغیب دی ہے، اس حدیث میں چھوٹے بڑے کا فرق اور دونوں کے بعض حقوق وفرائض کا تذکرہ ہے، بڑوں کو چھوٹوں پر رحم وشفقت کی تعلیم دی گئی ہے، اور چھوٹوں کو بڑوں کے عزت واحترام کا حکم دیا گیا ہے، اور ان دونوں ہدایتوں پر عمل نہ کرنے والوں کے طریقے کو مسلمانوں کے طریقے سے خارج بتلایا گیا ہے۔

بچے خواہ اپنے ہوں یا دوسروں کے، وہ رحم ومروت اور شفقت ومحبت کے مستحق ہیں، ان کے ساتھ نرمی اور شفقت ہی کا برتاؤ کیا جانا چاہیے، حتی کہ ان سے اگر کسی نامناسب قول وفعل کا صدور ہو تب بھی ان کو نرمی سے سمجھانا اور تنبیہ کرنا چاہیے، غیر ضروری سختی، لعن طعن اور مار پیٹ سے ان کے اوپر منفی اثر پڑتا ہے، اور اس سے ان کے بگڑنے کی راہ ہموار ہوتی ہے۔

یاد رہے کہ شفقت ومروت بچے کا فطری حق ہے، طفولت کا مرحلہ اسی کا متقاضی ہوتا ہے، اگر والدین اور خویش واقارب سے بچے کو اپنا یہ حق نہ ملا تو وہ شدید صدمہ سے دوچار ہوتا ہے، اس سے اس کی نشو ونما بھی متاثر ہوتی ہے اور ذہنی طور پر الگ متاثر ہوتا ہے۔ معاشرے میں نظر دوڑا کر ایسے بچوں کی بآسانی نشاندہی کی جاسکتی ہے۔ یہ بھی ملحوظ رکھنا چاہیے کہ چھوٹوں میں بڑوں کے احترام کا جذبہ نہ ہونے کے محرکات میں ایک یہ بھی ہوتا ہے کہ بڑوں کے اندر سے چھوٹوں پر شفقت کا جذبہ کم یا مفقود ہو گیا ہے۔

حدیث نمبر:۳۲

بچوں پر شفقت کا نبوی نمونہ

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْخُذُنِيْ فَيُقْعِدُنِيْ عَلىٰ فَخِذِهِ، وَيُقْعِدُ الْحَسَنَ عَلىٰ فَخِذِهِ الْآخَرِ، ثُمَّ يَضُمُّهُمَا ثُمَّ يَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَإِنِّيْ أَرْحَمُهُمَا".

(بخاری: ٥٥٤٤)

﴿ترجمہ﴾

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ مجھ کو لیتے اور اپنی ایک ران پر بیٹھاتے اور حسن بن علی کو اپنی دوسری ران پر بیٹھاتے، پھر دونوں کو چمٹا لیتے، پھر فرماتے: اے اللہ! ان دونوں بچوں پر رحم فرما، کیوں کہ میں بھی ان پر رحم کرتا ہوں۔

﴿توضیح﴾

حدیث نمبر (۳۱) میں بچوں کے ساتھ شفقت ومحبت کی ترغیب گزر چکی ہے، اس حدیث میں بچوں کے ساتھ اللہ کے رسول ﷺ کے رحم وشفقت کے عملی نمونہ کا بیان ہے، اللہ کے رسول ﷺ ان دونوں بچوں (اسامہ اور حسن) کے ساتھ بڑی ہی بے تکلفی کا برتاؤ کرتے اور انہیں دعا سے نوازتے۔

بچوں کے ساتھ والدین کے مشفقانہ برتاؤ کا ان کی تربیت پر اچھا اثر ہوتا ہے، اس طرح کے برتاؤ کے بچے بہت مشتاق ہوتے ہیں، اور اس کی وجہ سے والدین سے زیادہ قریب ہوتے ہیں اور ان کی باتوں اور ہدایتوں پر عمل کرنے کا ان کے اندر

زیادہ جذبہ ہوتا ہے، والدین اور بڑوں کے پیار و محبت سے محروم بچے یا ان کی خفگی اور سختی کا شکار بچے محرومی اور مایوسی کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں۔

مادہ پرستی کے اس دور میں بچوں کے ساتھ کچھ وقت گزارنے اور ان سے با مقصد گفت و شنید اور مشفقانہ برتاؤ سے والدین عموماً غافل رہتے ہیں، ان کے بچے والد یا والدین کی شفقت و محبت کو ترس کر رہ جاتے ہیں جو ان کے مستقبل کے لیے بہر حال اچھی چیز نہیں، مربی کو اس کا دھیان رکھنا چاہیۓ اور اللہ کے رسول ﷺ کے اس طرز عمل سے جس کا اس حدیث میں بیان ہوا عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

آج کی نئی نسل اپنے والدین سے عموماً اور معاشرہ کے بڑے بوڑھوں سے خصوصاً دور رہنا پسند کرتی ہے، اس کی ایک اہم وجہ یہ ہے کہ والدین اور بزرگ غیر ضروری رکھ رکھاؤ بلکہ متکلفانہ ہیبت اپنے اوپر طاری کیے رہتے ہیں جو بچوں کو قریب ہونے سے مانع بنتی ہے، بچے اس خلا کو پر کرنے کے لیے دوسری طرف مائل ہوتے ہیں جو ضروری نہیں کہ ان کی تربیت کے لیے مفید ہی ہو۔

حدیث نمبر: ۳۴

بچوں کے ساتھ لطافت

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا، وَكَانَ لِيْ اَخٌ يُقَالُ لَهُ اَبُوْ عُمَيْرٍ۔ وَهُوَ فَطِيْمٌ۔ كَانَ اِذَا جَاءَ نَا قَالَ: "يَا اَبَا عُمَيْرٍ، مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ؟" لِنُغَرٍ كَانَ يَلْعَبُ بِهِ(اَىْ عُصْفُوْرٍ).

(بخاری: ۳۵۵۷، مسلم: ۴۰۰۳)

﴿ترجمہ﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں میں سب سے اچھے اخلاق والے تھے، میرا ایک بھائی تھا جس کو ''ابو عمیر'' کہا جاتا تھا، اس بچہ کا دودھ چھڑایا گیا تھا، اللہ کے رسول ﷺ جب ہمارے یہاں آتے تھے تو فرماتے: اے ابو عمیر! چڑیا کا بچہ کیا ہوا؟ (ہمارے یہاں) ایک چڑیا کا بچہ تھا جس سے ہمارا بھائی کھیلا کرتا تھا۔

﴿توضیح﴾

اس حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے اعلیٰ اخلاق کی تعریف کرتے ہوئے بطور مثال ایک نمونہ بھی پیش کیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ آپ کے گھر جایا کرتے تھے اور آپ کے چھوٹے بھائی کو ظرافت آمیز لب ولہجہ میں مخاطب فرماتے، ظاہر بات ہے کہ گھر میں آنے والے نو واردوں اور مہمانوں سے بسا اوقات چھوٹے بچے خوف یا شرمندگی کی سی کیفیت محسوس کرتے ہیں، ان کا یہ احساس ختم کرنے اور ان کو بے تکلف بنانے کے لیے اس طرح کے الفاظ اور جملوں کا استعمال مفید ہے۔

بچوں کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کے پیار بھرے معاملات کے نمونوں میں سے یہ ایک اچھا نمونہ ہے جس میں ہر مربی کے لیے سامان عبرت ہے، بچوں کے ساتھ بڑوں کے روابط اچھے ہوں، ماحول خوشگوار ہو، ایک جائز حد کے اندر بے تکلفی کا برتاؤ ہو، اور ان کو مناسب طریقوں سے خوش وخرم رکھنے کی کوششیں ہوں تو ان تمام چیزوں کا ان کی ذہن سازی میں اہم کردار ہوگا، اس کے برعکس اگر ان سے ہمہ وقت فاصلہ بنائے رکھا جائے، ان کی طفولت کے تقاضوں کو نظر انداز کیا جائے اور ہمیشہ لعن طعن اور ڈانٹ ڈپٹ والا رویہ اختیار کیا جائے تو ایسی صورت میں بچہ کے ذہن پر منفی اثر پڑے گا، اور اس سے اس کی تربیت پر مضر اثرات مرتب ہوں گے۔ نبی اکرم ﷺ سے اس طرح

کے متعدد واقعات منقول ہیں جن میں آپ نے بچوں کے ساتھ بے تکلفی کا رویہ اپنایا، اوران سے ظرافت آمیز گفتگو کی۔

حدیث نمبر:۳۴

بچوں کی نفسیات کا خیال

عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُ:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِشَرَابٍ، فَشَرِبَ مِنْہُ، وَعَنْ یَمِیْنِہٖ غُلَامٌ، وَعَنْ یَسَارِہٖ اَشْیَاخٌ، فَقَالَ لِلْغُلَامِ: اَتَاْذَنُ لِيْ اَنْ اُعْطِيَ ھٰؤُلَاءِ؟ فَقَالَ الْغُلَامُ: لَا وَاللّٰہِ، لَا اُوْثِرُبِنَصِیْبِيْ مِنْکَ اَحَدًا، فَتَلَّہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِيْ یَدِہٖ.

(بخاری: ٢٢٧١، مسلم: ٣٧٨٦)

❀ترجمہ❀

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس پینے کی کوئی چیز (پانی، دودھ یا اور کوئی چیز) لائی گئی، آپ نے ان میں سے کچھ نوش فرمایا، آپ کے داہنے جانب ایک لڑکا تھا اور بائیں جانب کچھ بزرگ (عمر رسیدہ لوگ) تھے، پس آپ نے لڑکے سے فرمایا کہ کیا تو مجھے اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ میں (تجھ سے پہلے) ان بڑے لوگوں کو دے دوں؟ تو لڑکے نے کہا کہ نہیں، اللہ کی قسم! میں آپ سے ملنے والے اپنے حصے میں کسی کو ترجیح نہیں دوں گا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے وہ پیالہ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

توضیح

روایتوں سے پتا چلتا ہے کہ یہ (بچہ) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ تھے، جو اگرچہ کم عمر تھے مگر سوجھ بوجھ کے مالک تھے، اسی لیے نبی ﷺ کے بچائے ہوئے اس مشروب پر اپنے حق سے دستبردار نہیں ہوئے جس سے آپ کا دہان مبارک مس ہوا تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچوں کو چھوٹا اور کم شعور والا سمجھ کر ان کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے، بلکہ ان کا جو حق بنتا ہو بلا کسی تامل ان تک پہنچنا چاہیے، ایسے مواقع پر ان کو نظر انداز کر دیا جائے یا ان کو اہمیت نہ دی جائے تو اس سے ان کی نفسیات پر برا اثر پڑتا ہے، اس مجلس میں اللہ کے رسول ﷺ کے داہنے عبداللہ بن عباس تھے، داہنے ہونے کی وجہ سے مشروب پہلے آپ کو ملنا چاہیے، کیوں کہ یہی شرعی طریقہ ہے، جب کہ بائیں بزرگ لوگ تھے، ان کی بزرگی اور احترام کا تقاضا یہ تھا کہ ان سے آغاز کیا جائے، اس لیے اللہ کے رسول ﷺ نے عبداللہ بن عباس سے اجازت چاہی کہ بزرگوں کی رعایت کرتے ہوئے ان کو پہلے دے دیا جائے، ان کو بچہ قرار دے کر نظر انداز نہیں کیا اور نہ ہی ان کو ان کے حق سے محروم کیا۔ اور جب ابن عباس نے اس تجویز سے اتفاق نہیں کیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی بات تسلیم کرلی۔

بچوں کے حقوق کی رعایت اور ان کی نفسیات کو ملحوظ رکھنے کے تعلق سے یہ حدیث بڑی اہمیت کی حامل ہے، ہر فرد کو اپنے ماتحتوں کے بارے میں ایسا ہی موقف رکھنا چاہیے۔

حدیث نمبر: ۳۵

بچوں سے مؤاخذہ میں نرمی

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقاً، فَاَرْسَلَنِي يَوْماً لِحَاجَةٍ، فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ لاَ اَذْهَبُ، وَفِي نَفْسِي اَنْ اَذْهَبَ لِمَا اَمَرَنِي بِهِ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ، فَخَرَجْتُ حَتّٰى اَمُرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ فِيْ السُّوْقِ، فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ قَبَضَ بِقَفَايَ مِنْ وَرَائِيْ، قَالَ: فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَقَالَ: يَا اُنَيْسُ! اَذَهَبْتَ حَيْثُ اَمَرْتُكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ اَنَا اَذْهَبُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ اَنَسٌ: وَاللّٰهِ لَقَدْ خَدَمْتُهُ تِسْعَ سِنِيْنَ، مَا عَلِمْتُهُ قَالَ لِشَيْءٍ صَنَعْتُهُ: لِمَ فَعَلْتَ كَذَا وَكَذَا؟ اَوْ لِشَيْءٍ تَرَكْتُهُ: هَلَّا فَعَلْتَ كَذَا وَكَذَا.؟ (مسلم: ٤٢٧٢)

﴿ترجمہ﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے اچھے اخلاق والے تھے، انہوں نے ایک دن مجھ کو کسی ضرورت سے کہیں بھیجا، میں نے کہا واللہ میں نہیں جاؤں گا، حالانکہ میرے دل میں جانے کا ارادہ تھا، کیوں کہ نبی ﷺ کا حکم تھا۔ میں باہر نکلا تو کچھ بچوں کے پاس سے میرا گزر ہوا جو بازار میں کھیل رہے تھے، اچانک اللہ کے رسول ﷺ آپہنچے اور پیچھے سے میرا سرا پکڑ لیا، میں نے مڑ کر دیکھا تو آپ ہنس رہے تھے، آپ نے فرمایا: چھوٹے انس! میں

نے جہاں تم کو بھیجا تھا وہاں گئے؟ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہاں، ابھی جارہا ہوں۔ اس کے بعد حضرت انس فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں نے آپ کی نو سال خدمت کی، مگر آپ نے میرے کسی کیے ہوئے کام پر کبھی یہ نہ کہا کہ تم نے ایسے ایسے کیوں کیا، یا کوئی کام جو میں نے نہ کیا اس پر آپ نے کبھی یہ نہیں کہا کہ تو نے فلاں فلاں کام کیوں نہ کیا؟

﴿توضیح﴾

نو دس سال کا عرصہ معمولی نہیں ہوتا، اس طویل مدت تک حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت کی، وہ بچے تھے، سفر و حضر میں آپ کے ساتھ رہتے تھے، مگر اس طویل مدت میں کبھی ڈانٹ ڈپٹ اور زجر و توبیخ تو دور کی بات، آپ نے اس طرح بھی کبھی نہیں کہا کہ کیوں کیا؟ کیوں نہیں کیا؟ ایسے اعلیٰ اخلاق کی مثال کہاں مل سکتی ہے، بچوں کے ساتھ پیار و محبت کا معاملہ کرنا، نرمی سے ان کو سمجھانا یہی اسوہ نبوی ہے۔ والدین اور سرپرستوں کو اس اسوہ کی پیروی کرتے ہوئے ایسے ہی اعلیٰ اخلاق و کردار کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

حدیث نمبر: ۳۶

بچوں کی تربیت میں ساتھیوں کا اثر

عَنْ اَبِيْ مُوسىٰ الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:

”اِنَّمَا مَثَلُ الجَلِيْسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِيْسِ السُّوْءِ كَحَامِلِ المِسْکِ وَنَافِخِ الكِيْرِ، فَحَامِلُ المِسْکِ اِمَّا اَنْ يُحْذِيَکَ، وَاِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وَاِمَّا اَنْ تجِدَ مِنْهُ رِيْحاً

طَيِّبَةً، وَنَافِخُ الكِيرِ اِمَّا اَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَکَ، وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحاً خَبِيْثَةً.“ (بخاری: ٨: ١٠٥، مسلم: ٤٧٦٢)

﴿ترجمہ﴾

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

نیک ساتھی اور برے ساتھی کی مثال ایسی ہی ہے جیسے مُشک اٹھانے (بیچنے) والا اور آگ کی بھٹی دھونکنے والا، کیوں کہ مشک والا یا تو تمہیں وہ خوشبو تحفہ میں دے گا، یا تم اس سے خریدو گے، یا کم از کم اس کی پاکیزہ خوشبو ہی سے محظوظ ہو گے۔ اور بھٹی دھونکنے والا یا تو تمہارا کپڑا جلا دے گا، یا اس کی بدبو تمہیں ملے گی۔

﴿توضیح﴾

آدمی کے بننے یا بگڑنے کے جو مختلف اسباب وعوامل ہوتے ہیں ان میں سے ایک اس کے ساتھی اور ہمجولی بھی ہیں۔ اچھے اور نیک ساتھی کی صحبت میں رہ کر انسان اس کی اچھی عادتوں اور خصلتوں کو رفتہ رفتہ اپنا لیتا ہے، اگر نہ بھی اپنایا تو کچھ نہ کچھ متاثر ضرور ہوگا، حدیث میں اچھے ساتھی کی مثال مشک (خوشبو) والے آدمی سے دی گئی ہے جس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا بہر حال فائدے سے خالی نہیں ہوتا۔ اس کے بر عکس برے ساتھی کی صحبت میں رہنے والا یا تو اس کی بری عادتوں کو اختیار کرے گا یا کم از کم ان عادتوں سے کسی حد تک متاثر ہوگا، اس کی مثال بھٹی دھونکنے والے سے دی گئی ہے جس کے پاس بیٹھنے والا بہر حال نقصان ہی اٹھائے گا نہ کہ فائدہ۔

بچوں کے مربیوں کے لیے اس حدیث میں بہت اہم سبق ہے، اور وہ یہ کہ تربیت کے عمل میں وہ اپنے ماتحتوں کے تعلق سے اس بات پر بھی نظر رکھیں کہ ان کا اٹھنا بیٹھنا کس قسم کے لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے، کیونکہ ”خربوزہ خربوزے کو دیکھ کر رنگ

پکڑتا ہے"۔ بچے کو بری سنگت میں دیکھ کر نظر انداز کر جانا بہت بڑی بھول ہے، اس کے خراب نتائج معاشرے میں وقتاً فوقتاً دیکھنے میں آتے ہیں، اس لیے مربی کو اپنی آنکھیں ہمیشہ کھلی رکھنی چاہیے۔

حدیث نمبر: ۳۷

بچوں کو بددعا مت دیجیے

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

"لَا تَدْعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ، وَ لَا تَدْعُوْا عَلٰى اَوْلَادِكُمْ، وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى اَمْوَالِكُمْ ، لَا تُوَافِقُوْا مِنَ اللّٰهِ سَاعَةً يُسْاَلُ فِيْهَا عَطَاءٌ فَيَسْتَجِيْبُ لَكُمْ".

(صحیح مسلم: ۵۳۲۸، ابوداود: ۱۳۰۹)

﴿ترجمہ﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نہ اپنے لیے بددعا کرو، نہ اپنی اولاد کے لیے بددعا کرو اور نہ اپنے مالوں کے لیے بددعا کرو، ایسا نہ ہو کہ تم وہ گھڑی پا جاؤ جس میں اللہ سے جو دعا کی جاتی ہے مقبول ہوتی ہے، تو تمہاری بددعا بھی قبول ہو جائے۔

﴿توضیح﴾

آدمی کبھی کبھی غصے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے اپنی زبان سے بددعا دینے لگتا ہے، یہ بددعا خود اس کے نفس کے لیے بھی ہوتی ہے، اس کی اپنی اولاد کے لیے بھی ہوتی ہے، اور اپنے کاروبار اور خادموں وغیرہ کے لیے بھی ہوتی ہے، اس حدیث

میں اس طرح کی کسی بھی بددعا سے منع کیا گیا ہے اس لیے کہ بندے کو نہیں معلوم کہ یہ کون سا وقت ہے، یہ وقت ان مخصوص اوقات میں سے تو نہیں ہے جن میں کی گئی دعاؤں کی قبولیت کا زیادہ امکان ہوتا ہے، اگر اس طرح کے کسی وقت میں اس کی زبان سے بددعا نکلی اور بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوگئی تو پھر بندہ کف افسوس ہی ملتا رہ جائے گا۔

بچوں کو بددعا دینے کے الگ الگ جگہوں پر الگ الگ انداز و اسالیب رائج ہیں، عموماً اس طرح کے جملے بولے جاتے ہیں: ''مر نہیں جاتا'' ، ''گم نہیں ہو جاتا''، ''کاش تم سے چھٹکارا مل جاتا''، اس کے علاوہ کچھ ایسے الفاظ سے ان کو مخاطب بھی کیا جاتا ہے جو بظاہر بددعا کے الفاظ نہیں مگر ایک طرح سے بددعا ہی کا وہ پہلو لیے ہوتے ہیں، مثلاً: اندھا، کانا، آوارہ، الخ۔

ان تمام قسم کے الفاظ و اسالیب سے پرہیز کرنا چاہیے، اگر بچوں کو تنبیہ اور زجر و توبیخ کی ضرورت ہو تو ایسے الفاظ اور جملے استعمال کیے جائیں جو مناسب ہوں اور بددعا کے عنصر سے پاک ہوں۔

گھروں میں مائیں بچوں کو زیادہ نامناسب طریقے سے پھٹکارتی اور کوستی رہتی ہیں اور بددعا کے الفاظ استعمال کرتی ہیں، بچیاں خاص طور سے ان کے عتاب کا شکار ہوتی ہیں، مربی کو اس پر توجہ دینا چاہیے۔

حدیث نمبر: ۳۸

آفات و بلیات سے حفاظت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ، وَيَقُولُ:

إِنَّ أَبَاكُمَا كَانَ يُعَوِّذُ بِهِمَا إِسْمَاعِيلَ وَ إِسْحَاقَ: "أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ." (بخاری:۳۱۲۰)

﴿ترجمہ﴾

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے لیے یہ دعا فرمایا کرتے تھے: ترجمہ (اللہ کے کلمات تامہ کے ذریعہ سے ہر شیطان اور زہریلے ہلاک کرنے والے جانور سے اور ہر نظر لگانے والی آنکھ سے پناہ مانگتا ہوں) اور فرماتے تھے کہ تم دونوں کے باپ (ابراہیم علیہ السلام) اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام کے لیے ایسے ہی دعا کیا کرتے تھے۔

﴿توضیح﴾

بچوں کو طرح طرح کی آفات و بلیات سے محفوظ رکھنے کے لیے قرآن وحدیث سے ثابت دعاؤں کے ورد کا والدین کو اہتمام کرنا چاہیے، انبیائے کرام بشمول حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہی سنت ہے، اللہ کے رسول ﷺ اپنے دونوں نواسوں کے لیے مذکورہ دعا کیا کرتے تھے جس میں شیطان، موذی جانور اور نظر بد سے حفاظت کا ذکر ہے، اللہ کے رسول ان بچوں کو یہ دعا پڑھ کر سناتے بھی تھے اور انہیں یہ بھی بتاتے تھے کہ ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی اپنے دونوں بیٹوں کے لیے ایسے ہی دعا کیا کرتے تھے۔

آج کے بعض فریب خوردہ والدین وسرپرست قرآن وحدیث کی تعلیمات اور ان میں وارد دعاؤں سے کوئی تعلق نہ رکھ کر نیم ملاؤں اور بازاری عاملوں کے جال میں پھنسے رہتے ہیں، اور ان کے فراہم کردہ تعویذوں، گنڈوں اور دھاگوں کو پیسے سے خرید کر اپنے نونہالوں کے گلے اور بانہوں میں باندھ دیتے ہیں، اور اسی کو نظر بد

اور آفات وبلیات سے حفاظت کا ذریعہ تصور کرتے ہیں، تعویذ گنڈے کو حدیثوں میں شرک کہا گیا ہے اور اس کے لٹکانے والے کو بددعا دی گئی ہے، ثابت اور متفق علیہ چیزوں کو چھوڑ کر محل نظر یا مختلف فیہ چیزوں کا استعمال اور اس پر بھی اصرار، یہ اچھی چیز نہیں ہے، اس سے پرہیز کرنا ہی بہتر ہے۔

حدیث نمبر: ٣٩

جن وشیاطین سے بچوں کی حفاظت

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

"اِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ -اَوْ اَمْسَيْتُمْ -فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ، فَاِنَّ الشَّيَاطِيْنَ تَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ، فَاِذَا ذَهَبَتْ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ فَخَلُّوْهُمْ، وَاَغْلِقُوا الْاَبْوَابَ، وَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ، فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَايَفْتَحُ بَاباً مُغْلَقاً."

(بخاری: ٣٠٥٩، مسلم: ٣٧٥٦)

﴿ترجمه﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب رات شروع ہو جائے۔ یا یہ فرمایا کہ جب شام کا وقت ہو جائے۔ تو اپنے بچوں کو (باہر جانے سے) روکو، کیونکہ شیاطین اس وقت پھیلے ہوئے ہوتے ہیں، پھر جب رات کا تھوڑا حصہ گزر جائے تو ان کو چھوڑ دو، اور دروازوں کو بند کر دو اور اللہ کا نام ذکر کرو (یعنی بسم اللہ پڑھ کر دروازے بند کر دو) کیوں کہ شیطان ایسے بند دروازے کو نہیں کھولتا۔

﴿توضیح﴾

یہ حدیث بھی متعدد آداب و تعلیمات پر مشتمل ہے جن میں سے بچوں کے تعلق سے یہ اہم ہدایت ہے کہ شام کے وقت بالخصوص جب سورج ڈوبنے لگے تو بچوں کو گھر سے باہر ادھر ادھر نہ جانے دیا جائے، اور اس ممانعت کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ اس وقت شیطان ہر طرف پھیلے ہوئے ہوتے ہیں، کہیں بچے ان کی زد میں نہ آجائیں اور وہ ان کو ایذا پہنچانے کے درپے نہ ہو جائیں۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہو کہ والدین اور سرپرستوں کو اپنے بچوں کی آمد و رفت پر بھی نظر رکھنا چاہیے اور اس تعلق سے انہیں ضرر رساں اشیاء و مواقع سے محفوظ رکھنے کی فکر کرنی چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ بچے بلا روک ٹوک جب چاہیں جہاں چاہیں چلے جائیں، ہماری شریعت نے بچوں کی حفاظت کے لیے جو ہدایات دی ہیں ان میں شیطان سے بچوں کی حفاظت کو یقینی بنانے کے لیے بھی متعدد ہدایتیں ہیں جن پر عمل کر کے دین و دنیا کی سعادت حاصل کی جاسکتی ہے اور اپنے جگر پاروں کو شر و ضرر سے محفوظ رکھا جاسکتا ہے۔

دیکھا جاتا ہے کہ شام کے وقت اور بالخصوص غروب آفتاب کے وقت بچے عام طور پر گھر سے باہر میدانوں اور سڑکوں پر گھومتے اور کھیلتے رہتے ہیں، یہ ان کے والدین اور سرپرستوں کے نبی ﷺ کی ہدایات سے لاعلمی اور غفلت کا نتیجہ ہے، ائمہ و دعاۃ کو چاہیے کہ ان احادیث کو بھی اپنے درس و خطبہ وغیرہ کا موضوع بنائیں اور اس قسم کی جن تعلیمات سے لوگ ناواقف ہیں یا غافل ہیں ان کی طرف لوگوں کی توجہ مبذول کرائیں، اور اس پر مرتب ہونے والے ظاہری و معنوی فوائد و نقصانات سے ان کو مطلع کریں۔

حدیث نمبر: ۴۰

بچوں کی وفات پر صبر اور اس کا اجر

عَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ:

اِذَا مَاتَ وَلَدُ العَبْدِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ لِمَلَائِکَتِہٖ : قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِیْ ؟فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ ، فَیَقُوْلُ : قَبَضْتُمْ ثَمَرَۃَ فُؤَادِہٖ ؟ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ، فَیَقُوْلُ : مَاذَا قَالَ عَبْدِیْ؟ فَیَقُوْلُوْنَ : حَمِدَکَ وَاسْتَرْجَعَ، فَیَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالیٰ : اِبْنُوْا لِعَبْدِیْ بَیْتاً فِیْ الْجَنَّۃِ، وَسَمُّوْہُ بَیْتَ الْحَمْدِ."

(ترمذی: ۹٤۲، احمد:۱۸۸۹۳ – صحیح الجامع:۷۹۵)

﴿ترجمہ﴾

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب بندے کا بچہ انتقال کر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے کہتا ہے تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی؟ وہ کہتے ہیں ہاں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم نے اس کے دل کا پھل لے لیا؟ وہ کہتے ہیں ہاں، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ بتلاتے ہیں کہ اس نے تیری حمد کی اور انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے کے لیے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔

﴿توضیح﴾

اولاد سے محبت کس کو نہیں ہوتی، والدین اپنے بچوں کے لیے طرح طرح کی تکلیفیں برداشت کرتے ہیں اور حتی المقدور ان کو تکلیفوں اور پریشانیوں سے بچاتے

ہیں۔ اس کے ساتھ یہ حقیقت بھی مسلم ہے کہ اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف جانے کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے، جانے والوں میں بوڑھے اور جوانوں کے ساتھ بچے بھی ہوتے ہیں، جن کی جدائی والدین کے لیے بڑی صبر آزما ہوتی ہے، یوں تو ہر مرنے والے کے عزیز و اقارب کو اس کی موت سے تکلیف ہوتی ہے اور اس تکلیف پر شریعت نے صبر کرنے کی تلقین کی ہے، مگر بچوں کی موت والدین کے لیے کچھ زیادہ ہی باعث رنج و الم ہوتی ہے، اس لیے ایسے موقع پر صبر و تحمل کی تلقین کی بھی زیادہ ضرورت ہے، اس لیے اس حدیث میں بتلایا گیا ہے کہ اپنے فوت ہونے والے بچے (وہ لڑکا ہو یا لڑکی) پر والدین اگر صبر کریں، اللہ کے فیصلے پر جزع فزع نہ کریں، بلکہ یہ تصور رکھیں کہ اللہ نے دیا تھا اللہ نے لے لیا اور انا لله و انا اليه راجعون کا ورد کریں، ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کریں، چیخنا، چلانا، رونا پیٹنا اور دوسرے مختلف طریقوں سے بے صبری کا مظاہرہ کرنا گویا اللہ کے فیصلہ سے ناراضگی کا اظہار کرنا ہے، اس لیے ایسے ہر عمل سے بچیں۔ اللہ رب العزت ایسا کرنے والوں کے لیے جنت میں ایک محل تعمیر کرواتا ہے جس کا نام اللہ کے حکم سے "بیت الحمد" یعنی تعریف والا گھر رکھا جاتا ہے، چونکہ بندے نے مصیبت کے وقت بھی اللہ کی حمد ہی بیان کی اس لیے اس سے خوش ہو کر اللہ تعالیٰ اسے جزاء کے طور پر "بیت الحمد" سے نوازتا ہے۔

والحمد لله رب العالمين (١٤/٤/٢٠٠٩)

مؤلف کی دیگر اردو تالیفات

۱۔ اہل طریقت کے نزدیک شیخ کا مقام ومرتبہ	(مطبوع)
۲۔ اہل طریقت کی اصطلاح میں تصور شیخ	(〃)
۳۔ رسوم شب برات: علمائے امت کی نظر میں	(〃)
۴۔ روزہ کے سو مسائل	(〃)
۵۔ مسائل حج وعمرہ برائے خواتین	(〃)
۶۔ تعزیہ داری علمائے امت کی نظر میں	(〃)
۷۔ عثمان بن عفان: حیات اور محاسن وکمالات	(〃)
۸۔ احادیث ضعیفہ: صحیح نقطہ نظر	(غیر مطبوع)
۹۔ عہدہ اور منصب کا اسلامی تصور	(〃)
۱۰۔ ترجمہ تعلیقات وملاحظات علی تفسیر الجلالین	(〃)
۱۱۔ تعلیم وتربیت: مجموعہ مقالات	(〃)
۱۲۔ تعارف وتاریخ مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ، دہلی	(〃)
۱۳۔ اصول دعوت وتبلیغ	(〃)
۱۴۔ وقف وابتدا: اہمیت اور مسائل	(〃)
۱۵۔ دروس وخطبات	(〃)

نیو ایڈیشن

حقوق و معاملات

تالیف

مولانا عبدالرؤف رحمانی جھنڈانگری

صفحات: 258 قیمت: 135/-

تفہیم السنۃ 24

کتابُ اللِّباس

لِباس کا بیان

تالیف محمد اقبال کیلانی

صفحات: 208 قیمت: 85/-

حضرت ابراھیم علیہ السلام کی

قربانی کا قصہ

تفسیر و دروس

تالیف پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی

صفحات: 101 قیمت: 55/-

مثالی خاتون

دنیا اور آخرت میں اعزاز اور امتیاز
پانے والی خواتین کی صفاتِ جمیلہ

فضیلۃ الشیخ: مجدی فتحی السید حفظہ اللہ

ترجمہ: ابو محمد محمد اجمل حفظہ اللہ

صفحات: 207 قیمت: 110/-

رسول اللہ ﷺ کی خانگی زندگی کا آنکھوں دیکھا حال

ایک دن

رسول اکرم ﷺ کے گھر میں

مؤلف: عبدالملک القاسم

صفحات: 80 قیمت: 50/-

خواتین کے حقوق و فرائض

اسلامی اور مغربی نظریہ کا تقابلی مطالعہ

سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں

مؤلف: پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر

صفحات: 88 قیمت: 50/-

سفارش کرو
اجر وثواب پاؤ

تالیف
شہزادہ نایف بن ممدوح بن عبدالعزیز آل سعود حفظہ اللہ
ترجمہ رضوان اللہ ریاضی
صفحات: 88 قیمت: -/45

تقاریر

مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی
مرتب ابن عزیز صابر
صفحات: 80 قیمت: -/50

خلق الانسان
انسان اپنے آپ کو پہچان

تالیف علامہ نواب صدیق حسن خان
تخریج وتعلیق مولانا ضیاء الحسن محمد سلفی
صفحات: 64 قیمت: -/35

قادیانی ہی مجرم کیوں

تقریر:
مولانا سید معراج ربانی حفظہ اللہ
جمع وترتیب: ابوعمران انصاری
صفحات: 136 قیمت: -/70

شرک اور کفر سے پاک حمد ونعت کا دلکش مجموعہ

خوشبوئے حرم

انتخاب وترتیب
فضل الرحمٰن فیضی
صفحات: 96 قیمت: -/50

اسلام اور قبروں کی پوجا

کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں؟
اولیاء حق وباطل
تقریر: مولانا سید معراج ربانی حفظہ اللہ
اعداد وترتیب احسان اللہ عبدالمجید العالی
سمیع اللہ انعامی فیضی
صفحات: 80 قیمت: -/45

تمام شعبہ ہائے زندگی کے متعلق
قرآن و سنت کی تعلیمات

منہاج المسلم

اسلامی طرز زندگی

تالیف
فضیلۃ الشیخ ابوبکر جابر الجزائری حفظہ اللہ
ترجمہ
شیخ الحدیث مولانا محمد رفیق الاثری

صفحات: 800 قیمت: -/375

حضرت ثویبہ اور حلیمہ سعدیہ کے علاوہ
حضور اکرم ﷺ کی دیگر رضاعی ماؤں پر تحقیقی بحث

رسول اکرم ﷺ کی

رضاعی مائیں

تالیف
ڈاکٹر پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی

صفحات: 176 قیمت: -/75

علامہ ابن تیمیہ کی معروف کتاب
شرح العقیدۃ الواسطیۃ کا اردو ترجمہ

شرح العقیدۃ الواسطیۃ کا اردو ترجمہ

صحیح اسلامی عقائد

تالیف
شیخ الاسلام احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ
شارح
شارح شیخ محمد خلیل هراس
مترجم
جاوید احمد عمری
مراجعہ
ساجد اسید ندوی

صفحات: 208 قیمت: -/100

قرض کے فضائل و مسائل

قرض اور اس کے متعلق جملہ مباحث پر دس ابواب میں تفصیلی، تحقیقی اور علمی بحث اردو زبان میں اپنی نوعیت کی منفرد اور بے مثال کتاب۔

تالیف
پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی۔ پاکستان

صفحات: 208 قیمت: -/85

ضعیف اور موضوع روایات سے پاک مجموعہ احادیث
صحیح اور مستند
فضائل اعمال
تالیف ابو عبد اللہ علی بن محمد المغربی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم فضیلۃ الشیخ حافظ عبد الغفار المدنی حفظہ اللہ
تقریظ (حافظ) صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ
صفحات: 976 قیمت: -/475

جدید اضافہ شدہ ایڈیشن
فقہ الاسلام
شرح
بلوغ المرام
کامل
شارح مترجم ومخرج:
حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ
افادات وتحقیقات:
علامہ محمد بن علی الشوکانی
محدث العصر علامہ ناصر الدین البانی
شیخ عبد اللہ بسام
شیخ حازم علی قاضی
نظر ثانی:
حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ
حافظ ثناء اللہ خان مدنی حفظہ اللہ
پروفیسر عبد الجبار شاکر حفظہ اللہ
پروفیسر ڈاکٹر حمید اللہ حفظہ اللہ
صفحات: 912 قیمت: -/475

بخاری ومسلم کی متفق علیہا احادیث کا مجموعہ
جواہر الایمان
شرح
اللؤلؤ والمرجان
ترجمہ
مولانا محمد داؤد راز رحمہ اللہ
حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ
تشریح وتخریج
حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ
صفحات: 1008 قیمت: -/600

قرآن وحدیث کی روشنی میں
فقہی احکام ومسائل
(جلد اول ودوم)
تالیف
فضیلۃ الشیخ صالح بن فوزان حفظہ اللہ
مترجم: مولانا فاروق اصغر صارم رحمہ اللہ
تخریج: مولانا حافظ اقبال صدیق مدنی حفظہ اللہ
صفحات: 920 قیمت: -/600

منہج سلف صالحین کے فروغ کے لئے کوشاں

ہماری بعض اہم خوبصورت اور معیاری مطبوعات

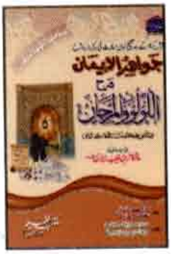
جواہر الایمان
شرح
اللؤلؤ والمرجان

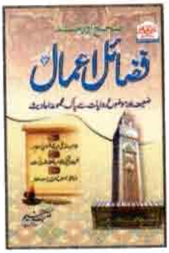
فضائل اعمال

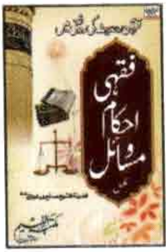
فقہی احکام و مسائل

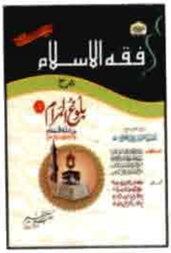
فقہ الاسلام
شرح
بلوغ المرام

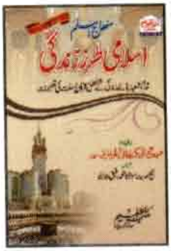
اسلامی طرز زندگی

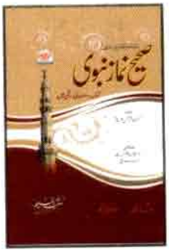
صحیح نماز نبوی

حقوق و معاملات

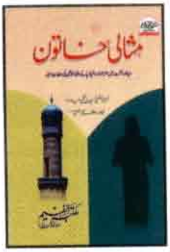
مثالی خاتون

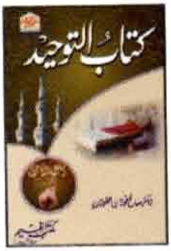
کتاب التوحید

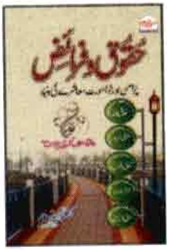
حقوق و فرائض

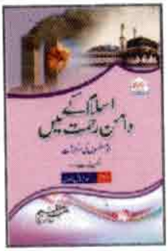
اسلام کے دامن رحمت میں

کبیرہ گناہوں کی حقیقت

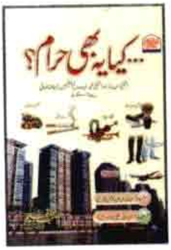
کیا یہ بھی حرام؟

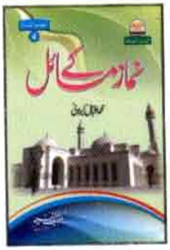
نماز کے مسائل

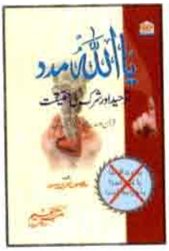
یا اللہ مدد
توحید اور شرک کی حقیقت

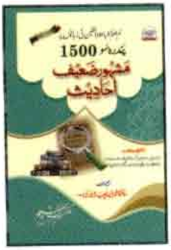
1500
مشہور ضعیف احادیث

PRINT ART Delhi- Ph. 23634222

MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email :faheembooks@gmail.com
WWW.faheembooks.com

₹ 50/-